ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
www.tanzeem.org
32
12 تا 18 ذوالقعدہ 1437ھ/ 16 تا 22 اگست 2016ء

ایمان ویقین کی کمزوری کا نتیجہ

ایمان ویقین کی کمی وکوتاہی کا ایک لازمی نتیجہ بزدلی‘ کم حوصلگی اور نفس پرستی کی قوتوں کے غلبہ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جب اہل ایمان کی اکثریت ایمان کی کمی کا شکار ہو جائے تو غم وحزن کی وبا عام ہو جاتی ہے اور دلوں میں مادیت اور مادی قوتوں کی دہشت بیٹھ جاتی ہے۔ دل انجانے خوف سے لرزاں اور ترساں رہتے ہیں اور مادی ترقی وخوشحالی کے باوجود زندگی عذاب کی صورت اختیار کرنے لگتی ہے۔

ایمان کی کمزوری کا ایک اور لازمی نتیجہ دعوتی کام سے غفلت‘ کوتاہی وسستی کی صورت میں ظاہر ہونے لگتا ہے۔ دنیا بھر کے کاموں کے لیے فکر اور اضطراب موجود ہوتا ہے لیکن اسلامی دعوت کو عام کرنے اور اس کے لیے وقت اور پیسہ صرف کرنے کا جذبہ دب جاتا ہے۔ ایمان ایک نور ہے‘ جو صاحب ایمان شخصیتوں کے قلب کو منور کر دیتا ہے اور انہیں مضطرب بنا دیتا ہے۔ جب دل اس نور سے بڑی حد تک خالی ہو جاتے ہیں تو ایمان کے اس نور کو دوسروں کے دلوں میں منتقل کرنے کا جذبہ بھی سرد پڑ جاتا ہے۔ اس طرح مسلم معاشرہ اجتماعی طور پر اضمحلال کا شکار ہونے لگتا ہے۔

محمد موسیٰ بھٹو

اس شمارے میں

سانحہ کوئٹہ: ہم ناکام کیوں ہیں؟
مسائل کا واحد حل: اللہ سے وفاداری
اک خواب سنبھالا نہ گیا......!
آنحضرت ﷺ کی تعلیم وتربیت کے انقلابی اثرات
کراچی کے حالات، عمران خان کے دھرنے اور پاکستان پر ڈرون حملے
ہم اللہ کے شدید عذاب سے کیسے بچیں!
حکومت پاکستان کا مستحسن فیصلہ

الھدیٰ (718)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

باغ والے کا غرور

سورۃُ الکھف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 35, 36

وَدَخَلَ جَنَّتَہٗ وَھُوَ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِہٖ ۚ قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنۡ تَبِیۡدَ ھٰذِہٖۤ اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَۃَ قَآئِمَۃً ۙ وَّلَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰی رَبِّیۡ لَاَجِدَنَّ خَیۡرًا مِّنۡہَا مُنۡقَلَبًا ﴿۳۶﴾

آیت ۳۵ ﴿وَدَخَلَ جَنَّتَہٗ وَھُوَ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِہٖ ۚ﴾ ’’اور وہ داخل ہوا اپنے باغ میں اس حال میں کہ وہ اپنی جان پر ظلم کر رہا تھا۔‘‘

﴿قَالَ مَاۤ اَظُنُّ اَنۡ تَبِیۡدَ ھٰذِہٖۤ اَبَدًا ﴿۳۵﴾﴾ ’’اُس نے کہا: میں نہیں سمجھتا کہ یہ (باغ) کبھی بھی برباد ہوسکتا ہے۔‘‘

یعنی میرا یہ باغ ہر لحاظ سے مثالی ہے۔ اسے میں نے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت ہر قسم کے خطرات سے محفوظ بنا رکھا ہے۔ انگوروں کی نازک بیلوں کے گرداگرد کھجوروں کے بلند و بالا درخت سنتریوں کی طرح کھڑے ہر قسم کے طوفان اور بادِ صرصر کے تھپیڑوں سے اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ آب پاشی کے لیے نہر کا وافر پانی ہر وقت موجود ہے۔ لہٰذا میں نہیں سمجھتا کہ اسے کبھی کسی قسم کا کوئی خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔

آیت ۳۶ ﴿وَّمَاۤ اَظُنُّ السَّاعَۃَ قَآئِمَۃً ۙ﴾ ’’اور میں یہ گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہونے والی ہے‘‘

یہ قیامت وغیرہ کی باتیں سب ڈھکوسلے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسا کوئی واقعہ حقیقت میں رونما ہونے والا ہے۔

﴿وَّلَئِنۡ رُّدِدۡتُّ اِلٰی رَبِّیۡ لَاَجِدَنَّ خَیۡرًا مِّنۡہَا مُنۡقَلَبًا ﴿۳۶﴾﴾ ’’اور اگر مجھے لوٹا ہی دیا گیا اپنے رب کی طرف تو میں لازماً پاؤں گا اس سے بھی بہتر پلٹنے کی جگہ۔‘‘

قیامت و آخرت کا اول تو میں قائل ہی نہیں‘ لیکن قیامت اگر ہوئی بھی تو میں بہرحال وہاں اس سے بھی بہتر زندگی پاؤں گا۔ ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص اللہ کا منکر نہیں تھا مگر دُنیوی مال و دولت اور مادی اسباب و ذرائع پر بھروسا کر کے شرک کا ارتکاب کر رہا تھا۔ یہ شخص یہاں پر جو فلسفہ بیان کر رہا ہے وہ اکثر مادّہ پرست لوگوں کے ہاں بہت مقبول ہے۔ یعنی اگر مجھے دنیا میں اللہ تعالیٰ نے خوشحالی و فارغ البالی سے نواز رکھا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ مجھ سے خوش ہے۔ اسی لیے اس نے مجھے خصوصی صلاحیتیں عطا کی ہیں جن کی وجہ سے میں نے یہ اسباب و وسائل اکٹھے کیے ہیں۔ چنانچہ وہ آخرت میں بھی ضرور اپنی نعمتوں سے مجھے نوازے گا اور جو لوگ یہاں دنیا میں جوتیاں چٹخاتے پھر رہے ہیں وہ آخرت میں بھی اسی طرح بے یار و مددگار رہوں گے۔

فرمانِ نبویؐ

تین بڑے گناہ

عَنۡ عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ بۡنِ اَبِیۡ بَکۡرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنۡ اَبِیۡہِ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ((اَلَا اُنَبِّئُکُمۡ بِاَکۡبَرِ الۡکَبَائِرِ ثَلَاثًا)) قَالُوۡ بَلٰی یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ قَالَ: ((اَلۡاِشۡرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوۡقُ الۡوَالِدَیۡنِ وَشَھَادَۃُ الزُّوۡرِ وَشَھَادَۃُ الزُّوۡرِ ثَلٰثًا اَوۡقَوۡلُ الزُّوۡرِ فَمَازَالَ یُکَرِّرُھَا حَتّٰی قُلۡنَا لَیۡتَہٗ سَکَتَ)) (بخاری)

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ لوگوں نے جواب دیا، ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:’’سب سے بڑا گناہ ہے۔ (1) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور (2) ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور (تین بار فرمایا) (3) جھوٹی گواہی دینا یا (آپؐ نے فرمایا) جھوٹی بات کہنا آپؐ نے (اس آخری بات کو) بار بار دُہرانا شروع کیا یہاں تک کہ ہم نے کہا کاش کہ آپؐ خاموش ہوجائیں (اور آرام فرمائیں)۔‘‘

تشریح: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے آگے سر جھکانا اور مشکلات کے حل کے لیے اس کی طرف رجوع کرنا اللہ کے ساتھ اسے شریک بنانے کے مترادف ہے جو ایک سنگین اور ناقابلِ معافی جرم ہے۔ اس طرح والدین کی نافرمانی اور جھوٹ بولنا بھی بڑے گناہوں کے زمرے میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان تینوں برائیوں سے بچائے۔ (آمین)

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

12 تا 18 ذوالقعدہ 1437ھ جلد 25
16 تا 22 اگست 2016ء شمارہ 32

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا----------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سانحہ کوئٹہ: ہم ناکام کیوں ہیں؟

انسان کو اشرف المخلوقات کہا جاتا ہے اور انسانِ اوّل یعنی انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کروایا گیا۔ ایسی محترم ہستی کہ جس نے اُسے سجدہ سے انکار کیا اُسے تا قیامت رد کر دیا گیا۔ اُس کی واپسی کے راستے بند کر دیئے گئے۔ اُس کی ضلالت اور گمراہی سر بمہر کر دی گئی۔ حیرت ہے یہی انسان چرند پرند یا درند پر ہی نہیں، اپنے ہم جنس یعنی انسان پر بھی ظلم و ستم کے پہاڑ توڑتا ہے۔ معصوم انسانوں کے خون سے بے دریغ اپنے ہاتھ رنگتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ سانحہ کوئٹہ جیسے واقعات کی مذمت کرنے کے لیے اردو لغت ہی نہیں تمام انسانی بولیاں نوکِ قلم اور نوکِ زبان کو وہ الفاظ فراہم کرنے سے قاصر دکھائی دیتی ہیں جنہیں لکھ یا بول کر یہ کہا جا سکے کہ مذمت کا حق ادا ہو گیا ہے۔ اندھی خونریزی کی ایسی منصوبہ بندی کہ پہلے کچھ نامور لوگوں کی ٹارگٹ کلنگ کرو۔ یقیناً اُنہیں قریبی بڑے ہسپتال میں لے جایا جائے گا تب ہسپتال کو بم سے اُڑا دو۔ وہ ہسپتال جنہیں دورانِ جنگ بدترین دشمن جو ایک دوسرے کو ملیامیٹ کرنے پر تلے ہوں، وہ بھی وہاں حملہ کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ اُف کیا انسان اپنے شرف کا جنازہ یوں بھی نکالتا ہے؟ جنگل کے درندوں کو زبان دے دی جائے تو کیسے کیسے تبصرے کریں گے اس انسانی بہیمیت اور بربریت پر۔

بہرحال جذباتیت سے چھٹکارا پانے اور حواس ٹھکانے لگنے کے بعد جب غور و خوض کا موقع ملتا ہے تو بات سمجھ آتی ہے کہ ارض و سما کا مالک اللہ رب العزت **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** کے بعد **ثم رددنہ اسفل سافلین** بھی تو فرماتا ہے۔ ابلیس لعین کو قیامت تک مہلت تو دیتا ہے اور جنس انسانی کا یہ دشمن جو خود کو جنت سے دھتکار دیے جانے کا الزام انسان پر لگاتا ہے تو پھر وہ انسان کو کیوں بخشے؟ سانپ نے تو ڈسنا ہے انسان کا کام بچنا ہے، انسان سانپ سے خود کو اس لیے بچاتا ہے بلکہ اُس کو مارنے کی جدوجہد کرتا ہے کیونکہ اُس کی وجہ سے اُسے اپنا خاکی وجود خطرے میں نظر آتا ہے۔ شیطان انسانی روح کو ڈس کر انسان سے سانحہ کوئٹہ اور ڈامہ ڈولا جیسے واقعات کا ارتکاب کرواتا ہے۔ لیکن انسانی روح ڈسے جانے پر چیختی نہیں، احتجاج نہیں کرتی، دب جاتی ہے اس لیے انسان کی فوری توجہ حاصل نہیں کر پاتی۔ اور ہم محاورۃً کہہ دیتے ہیں کہ روح مردہ ہو چکی ہے۔ بہرحال اللہ نے اپنی تا قیامت محفوظ رہ جانے والی کتاب میں واضح طور پر فرما دیا کہ یہ صاحب شرف مخلوق جب تنزلی کا شکار ہوتی ہے تو نچلوں میں سب سے نچلی ہو جاتی ہے لہٰذا ایسے لوگ اُن انسانوں کے خون سے اپنے ہاتھ رنگ لیتے ہیں جن سے نہ جان ہوتی ہے نہ پہچان، نہ دشمنی ہوتی ہے نہ کوئی جھگڑا، اور قاتل نہیں جانتا ہوتا کہ وہ قتل کیوں کر رہا ہے۔ صرف چند ٹکے اُس کی جیب میں چلے جاتے ہیں۔

حقیقت میں یہ جاننے کے لیے کہ دہشت گردی کے عفریت پر کافی حد تک قابو پا لینے کے بعد اتنا

بڑا سانحہ کیسے وقوع پذیر ہوگیا اور اس کے اسباب کیا تھے۔ اس کی ٹائمنگ پر غور کرنا ہوگا۔ خطے کے حالات خصوصاً ہمسایہ ممالک میں رونما ہونے والے واقعات کا جائزہ لینا ہوگا۔ اندرون ملک مقتدر قوتوں کی باہم رسہ کشی بلکہ محاذ آرائی کے پس منظر میں اس سانحہ کا جائزہ لینا ہوگا اور حکمرانوں کے کرنے کا کام کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟ اس حوالہ سے آخری نکتہ سے بات کا آغاز کریں گے۔ خدارا حکمران ہر سانحہ کے بعد یہ کہنا چھوڑ دیں کہ اس سانحہ نے دہشت گردی کے خلاف ہمارے عزم کو اور مستحکم کر دیا ہے۔ اس سے عام شہری خوف و ہراس میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اُس کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے کہ حکمرانوں کے عزم کے پلنے بڑھنے اور توانا ہونے کے لیے کتنے خون کی ضرورت ہے؟ کتنی بکھری ہوئی لاشوں کے مناظر عوام کو اور دیکھنا پڑیں گے؟ مجرموں کو کٹہرے میں لائیں گے اور اُنہیں عبرتناک سزائیں دی جائیں گی۔ یہ سن سن کر بھی عوام کے کان پک چکے ہیں۔ حکمرانوں کو سیاسی سکورنگ کرنے کی بجائے عمل کرنا ہوگا۔

ہمارے نزدیک اس خونریزی کی ٹائمنگ بہت اہم ہے۔ کشمیر میں بھارت کا جمہوری اور سیکولر چہرہ بے نقاب ہو رہا ہے۔ امریکہ اور مغرب کی اس کوشش کے باوجود کہ کشمیر میں بھارتی ظلم وستم اور جبر وتشدد کی صحیح تصویر دنیا کے سامنے نہ آئے' درحقیقت عالمی میڈیا کی کچھ مجبوریاں ہیں۔ اگر وہ ایسے اندوہناک واقعات پر مکمل پردہ ڈال دیں تو دنیا کا اُن سے اعتبار اُٹھ جاتا ہے لہٰذا وہ اس حوالہ سے دنیا کو کچھ نہ کچھ خبریں دے رہے تھے۔ یہ کچھ نہ کچھ بھارت کے لیے وبالِ جان بنا ہوا تھا لہٰذا عین ممکن ہے کہ دنیا کی نگاہیں بھارت سے ہٹانے کے لیے یہ کھیل کھیلا گیا ہو یا پاکستان کو ڈرایا گیا ہو کہ وہ کشمیر کے حوالہ سے کوئی آواز نہ اٹھائے۔ پھر یہ کہ سی پیک منصوبے کے آگے بڑھنے سے بھارت اور دوسری پاکستان دشمن قوتوں کے پیٹ میں مروڑ اٹھ رہے تھے۔ بھارت تو آن ریکارڈ ہے کہ وہ کسی صورت اس منصوبے کو پایہ تکمیل تک نہیں پہنچنے دے گا۔ اس منصوبہ سے بھرپور مستفید ہونے والے دونوں ممالک چین اور پاکستان کو بھارت دشمن سمجھتا ہے۔ کسی ملک کی عسکری قوت میں اضافے کا معاشی استحکام کے بغیر تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ مکروہ اور گھناؤنا فعل سی پیک منصوبے کو سبوتاژ کرنے کے لیے بھی کیا جا سکتا ہے۔

بدقسمتی سے ہمارا حال یہ ہے کہ ہمارا ہمسائے سے جھگڑا ہے اور ہم اپنے گھر میں تقسیم ہیں۔ کچھ عناصر کھلم کھلا دشمن ہمسائے کے حق میں بیان بازی کر رہے ہیں۔ خاص طور پر محمود اچکزئی، مولانا شیرانی' مولانا فضل الرحمٰن اپنی فوج کو قومی اسمبلی میں بُرا بھلا کہہ رہے ہیں اور اس پر الزام تراشی کر رہے ہیں۔ مزید بدقسمتی یہ کہ یہ سب حکومتی اتحادی ہیں' لہٰذا فوج کو یقین ہے کہ اُن کے خلاف پروپیگنڈا کی پشت پر حکومت خصوصاً نواز شریف خود ہیں۔ اس سے سول، ملٹری تعلقات میں بڑا زبردست بگاڑ پیدا ہو چکا ہے۔ حکومت کا بار بار اور گلا پھاڑ پھاڑ کر یہ کہنا کہ حکومت اور فوج ایک پیج پر ہیں، تناؤ اور کشیدگی کے حوالے سے مزید شکوک وشبہات پیدا کر رہا ہے۔

آخر میں یہ عرض کر دینا ہم اپنا دینی، ملی اور قومی فرض سمجھتے ہیں کہ پکڑ دھکڑ کے لیے بنائے جانے والے قوانین اور اُن کے تحت دی جانے والی سزائیں حالات کو شاید وقتی طور پر درست کر دیں' لیکن یہ امن وسلامتی کے حوالے سے اور ملک کو دہشت گردی کی لعنت سے مکمل طور پر پاک کرنے کے حوالہ سے عارضی اقدام ہیں اور ان کے نتائج بھی عارضی اور وقتی ہوں گے۔ سیدھی سی بات ہے کہ اگر عدل وانصاف مفقود رہتا ہے' اگر عوام مہنگائی اور بیروزگاری سے نجات نہیں پاتے' اگر حکمران اندھا دھند ملکی دولت اور وسائل لوٹتے رہتے ہیں' اگر سرکاری دفاتر میں رشوت کا بازار گرم رہتا ہے' اگر حکمران سے تعلق اصل میرٹ بن جاتا ہے۔ اگر ہسپتالوں میں مریض علاج یا دوائیاں نہ ہونے کے باعث سسک سسک کر مرتے رہتے ہیں۔ اور جس کی لاٹھی اُس کی بھینس ایک ناگفتہ اور غیر تحریری اصول کی صورت اختیار کر لیتا ہے تو ایسے ملک کی سالمیت پر یقیناً سوالیہ نشان لگا رہے گا؟ دھماکے ہوتے رہیں گے اور خون بہتا رہے گا اور حکمرانوں کے لکھے لکھائے بیانات عوام کو سنائی دیتے رہیں گے تو انجام کیا ہوگا؟ ہے کوئی جو کہہ سکے کہ انجام بخیر ہوگا۔ فقیر کی کٹیا لٹتی رہے اور سلطان کی سلطانی چلتی رہے۔ یہ ممکن نہیں ہم زبان سے تسلیم کریں یا نہ کریں ہم انارکی کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ ہم سیاسی لحاظ سے عدم استحکام کا شکار ہیں' ہم معاشی لحاظ سے دیوالیہ ہوا چاہتے ہیں۔ معاشرتی بگاڑ بھی عروج پر ہے یہ اُس قوم کا حال ہے جس نے ''لا الٰہ الا اللہ'' کے نعرے پر تشکیل پائی تھی۔ یہ وہ قوم ہے جس کی بغل میں کتاب زندہ ہے۔ یہ اُس رہبر و رہنما کی امت ہے جس کی عظمت کو غیر بھی سلام پیش کرتے ہیں۔ یہ قوم اُس نظام کی حامل ہے جس نے دنیا کو امن کا گہوارہ بنا کر اس نظام کے بے مثل ہونے کا ثبوت فراہم کیا۔ آج بھی اُس نظام کو اپنا کر عظمت رفتہ کو آواز دی جا سکتی ہے۔ شرط صرف یہ ہے کہ یہ قوم اپنے قول و فعل میں تضاد کو دور کر دے۔ اللہ کو زبان سے ہی نہیں عمل سے بھی اکبر قرار دے اور محمد ﷺ کے نام کو چومنے کے ساتھ ساتھ اُن کے اقوال اور احکام پر بھی عمل کرے آپؐ کے رہبر و رہنما ہونے کے صرف نعرے نہ لگائے اپنے عمل سے ثابت کرے کہ اُس کے رہبر و رہنما صرف اور صرف محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ ہماری ناکامی کی اصل وجہ ہمارے قول و فعل کا تضاد اور اسلام کے نظام عدل اجتماعی کو نافذ کرنے کی بجائے عبادات تک محدود کر دینا ہے۔ ☆☆☆

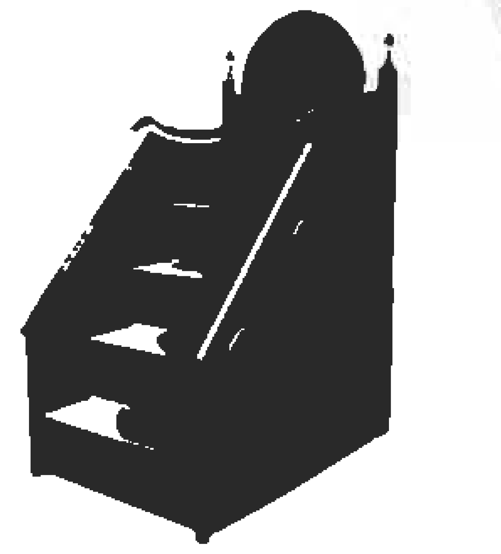

مسائل کا واحد حل: اللہ سے وفاداری

سورۃ الانفطار کی آیات کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے 5 اگست 2016ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

سورۃ الانفطار اور سورۃ التکویر کا آپس میں جوڑے کا تعلق ہے اور یہ تعلق اس حد تک گہرا ہے کہ دونوں مل کر ایک مضمون کی تکمیل کرتی ہیں۔ دونوں سورتوں کی ابتدائی آیات میں قیامت کا ذکر اس انداز سے کیا گیا ہے کہ انسان ایک مرتبہ ہل کر رہ جاتا ہے۔ اس پر مولانا حالی نے کہا تھا۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمین جس نے ساری ہلا دی

سورۃ التکویر، سورۃ الانفطار اور سورۃ الانشقاق میں ایک قدر مشترک یہ بھی ہے کہ ان کے نام مصدر کی شکل میں ہیں۔ مثلاً سورۃ الانفطار کا نام اس کی پہلی آیت میں لفظ اِنْفَطَرَتْ کا مصدر ہے۔ درجہ بالا تینوں سورتوں کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر ؓ سے مروی ایک حدیث مسند احمد اور دوسری کتبِ حدیث میں آئی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس بات کا خواہش مند ہے کہ وہ قیامت کو ایسے دیکھے جیسے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے تو وہ ان (مندرجہ بالا) تین سورتوں کی تلاوت کرے''۔ سورۃ الانفطار کا آغاز بھی اسی طرح جھنجھوڑنے والا ہے جس طرح دوسری دو سورتوں کا ہے۔

﴿اِذَا السَّمَآءُ انْفَطَرَتْ ۝۱﴾ ''جب آسمان پھٹ جائے گا۔''
﴿وَاِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝۲﴾ ''اور جب تارے بکھر جائیں گے۔''

قیامت کے دن جب صور پھونکا جائے گا تو یہ آسمان اور ستارے، یہ نظام شمسی سب کچھ درہم برہم ہو جائے گا اور آسمان کسی اور ہی شکل میں نظر آئے گا جس کا آج ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔

﴿وَاِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝۳﴾ ''اور جب سمندر پھاڑ دیے جائیں گے۔''

زمین پر دو تہائی سمندر اور ایک تہائی خشک علاقے ہیں۔ سمندر میں جب زلزلہ آتا ہے تو کیسے کیسے طوفان اٹھتے ہیں، سونامی آتے ہیں اور وہ سب کچھ بہا کر لے جاتے ہیں۔ لیکن جب بڑا زلزلہ (قیامت) ہوگا تو سمندر کی کیا کیفیت ہوگی۔ کیسے کیسے طوفان آئیں گے۔ انسان اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ سورۃ التکویر میں فرمایا: ﴿وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶﴾ ''اور جب سمندر دہکا دیے جائیں گے۔'' یعنی جب زمین کا تیا پانچہ ہوگا تو زیر زمین لاوے بھی ایک ساتھ باہر آکر سمندر کے پانی میں گڈمڈ ہو جائیں گے۔ جس سے سمندر اُبلتے ہوئے اور جوش کھاتے ہوئے طوفانوں کی

مرتب: ابوابراہیم

صورت اختیار کر لے گا۔ دوسرا مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سمندر اپنی حدود سے نکل کر تباہی مچا دیں گے۔

﴿وَاِذَا الْقُبُوْرُ بُعْثِرَتْ ۝۴﴾ ''اور جب قبریں تلپٹ کر دی جائیں گی۔''

﴿عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ ۝۵﴾ ''(اُس وقت) ہر جان جان لے گی کہ اُس نے کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑا۔''

یعنی دوسری مرتبہ جب نفخۂ صور ہوگا تو تمام مردے اُٹھ کھڑے ہوں گے اور قیامت کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ کر انہیں اندازہ ہو جائے گا کہ ہم کہاں پہنچ گئے ہیں۔ تب انہیں یقین ہو جائے گا کہ جو کچھ انبیاء ورسل کہتے تھے وہ سچ تھا۔ تب ہر انسان سوچے گا کہ میں نے ایسے کون سے کام کیے ہیں جو آگے اب میرے کام آئیں گے اور کون سے ایسے کام ہیں جو اس کی گرفت کا باعث بننے والے ہیں۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ جب کسی شخص کی موت واقع ہوتی ہے اور لواحقین اُس کے جنازے کے پاس اکٹھے ہوتے ہیں تو لوگ آپس میں یہ گفتگو کر رہے ہوتے ہیں کہ اس نے پیچھے کیا چھوڑا ہے۔ کتنی جائیداد ہے، کتنی اراضی ہے، اور کتنے اثاثے ہیں۔ جبکہ روح قبض کرنے والے فرشتے آپس میں باتیں کر رہے ہوتے ہیں کہ اس نے آگے کیا بھیجا ہے۔ اسی طرح روز محشر انسان خود اندازہ لگائے گا کہ میں نے آگے کیا بھیجا ہے اور پیچھے کیا چھوڑا ہے۔ پھر اس کی شدید خواہش ہوگی کہ: ﴿وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝۴۰﴾ (النباء) ''اور کافر کہے گا: کاش کہ میں مٹی ہوتا!'' بالکل اسی طرح جیسے کسی کی موت آتی ہے تو خواہش کرتا ہے: ﴿رَبِّ ارْجِعُوْنِ﴾ ''پروردگار! مجھے ذرا واپس بھیج دے۔'' ﴿لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ كَلَّا ۭ﴾ ''تاکہ جو کچھ میں چھوڑ کر آیا ہوں اس میں نیک کام کروں۔ ہرگز نہیں!'' ﴿اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَاۗىِٕلُهَا ۭ﴾ ''یہ محض ایک بات ہے جو وہ کہے گا۔'' ﴿وَمِنْ وَّرَاۗىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ (المومنون:99،100) ''اور اب ان کے پیچھے ایک برزخ حائل ہے اس دن تک جب وہ اٹھائے جائیں گے۔''

مہلت کا وقت ختم ہو گیا اب بندے کا کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ ۝۶﴾ ''اے انسان! تجھے کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا ہے اپنے ربّ کریم کے بارے میں۔''

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ صلاحتیں دیں اور ساتھ رسولوں کو بھی بھیج کر بتا دیا کہ صراط مستقیم کیا ہے اور کون سا راستہ جہنم کی طرف لے جانے والا

ہے۔ اب یہ انسان کا امتحان ہے کہ وہ کیا کرتا ہے۔ اس کے نفس میں گناہوں کی رغبت ہے، حدود کو پھلانگنے کا رجحان ہے۔ جتنا مل گیا اس سے زیادہ کی خواہش کرتا ہے۔ اگر جائز طریقے سے نہیں مل رہا تو ناجائز ذرائع سے ملے۔ اس کا نفس قانع نہیں ہوتا۔ اپنے نفس سے مجبور ہو کر انسان رسولوں کی بتائی ہوئی حدود کو پھلانگتا ہے اور پھر جھوٹے سہارے تلاش کرتا ہے۔ شیطان اس کو تھپکی دیتا ہے کہ اللہ بڑا غفور و رحیم ہے، معاف کرنے والا ہے، وہ تو سو ماؤں سے بڑھ کر پیار کرنے والا ہے وہ جہنم میں کیسے ڈالے گا۔

لیکن انسان یہ نہیں سوچتا کہ اس کا اس دنیا میں امتحان ہو رہا ہے اور آخرت میں جزا و سزا کا معاملہ اعمال کی بنیاد پر ہوگا۔ اس لحاظ سے آیت زیر مطالعہ ہم میں سے ہر ایک کو دعوت فکر دے رہی ہے کہ اے اللہ کے بندے! تمہاری بے عملی کی وجہ کہیں یہ تو نہیں ہے کہ شیطان نے تمہیں اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاری کے نام پر دھوکے میں مبتلا کر دیا ہے؟

﴿الَّذِیْ خَلَقَکَ فَسَوّٰىکَ فَعَدَلَکَ ۷﴾ ”جس نے تمہیں تخلیق کیا‘ پھر تمہارے نوک پلک سنوارے‘ پھر تمہارے اندر اعتدال پیدا کیا۔“

﴿فِیْٓ اَیِّ صُوْرَۃٍ مَّا شَآءَ رَکَّبَکَ ۸﴾ ”پھر جس شکل میں اُس نے چاہا تجھے ترکیب دے دیا۔“

انسان اللہ تعالیٰ کی ایک شاہکار تخلیق ہے۔ ایک جگہ فرمایا: ﴿خَلَقْتُ بِیَدَیَّ ط﴾ (ص:75) ”جسے میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے؟“ اللہ تعالیٰ نے اتنے اہتمام سے بنایا تو کیا یہ عبس (بیکار) پیدا کر دیا گیا ہے؟ اس کی زندگی کا کوئی مقصد نہیں ہے؟ اور کیا اس سے اس کے اعمال اور اللہ کی نعمتوں کا کوئی حساب نہیں لیا جائے گا؟

﴿کَلَّا بَلْ تُکَذِّبُوْنَ بِالدِّیْنِ ۹﴾ ”ہرگز نہیں! بلکہ اصل میں تم جزا و سزا کا انکار کر رہے ہو۔“

اصل بات یہی ہے کہ تمہارے جیسے اعمال ہیں، ان کے مطابق تمہیں اپنا انجام ٹھیک نہیں لگ رہا۔ اس لیے تم جان بوجھ کر جزا و سزا کا انکار کر رہے ہو۔ آج بھی ہمارے ہاں جو تعلیم یافتہ طبقہ دنیا کی دوڑ میں آگے ہے۔ ان میں سے اکثر ایسے ہیں جن کے سامنے اگر آخرت کی بات کی جائے تو ان کو برا لگتا ہے۔ اس کا تذکرہ بھی ان کو پسند نہیں۔ کیونکہ انہیں پتا ہے کہ جس راستے پر ہم چل رہے ہیں اس کا انجام کیا ہوگا۔ لہٰذا بھول جاؤ، ذکر ہی نہ کرو اور اپنے آپ کو دنیا میں مشغول رکھو۔ آج کا پورا معاشرہ اسی ڈگر پر چل رہا ہے۔ ٹی وی چینلز جو کچھ دکھا رہے ہیں انسانوں کی اکثریت حقائق سے آنکھیں بند کر کے بس اسی چمک دمک کے اندر گم ہے۔ اسی کو کامیابی کا معیار سمجھ لیا گیا ہے۔ انسان کو اپنے اندر جھانکنے اور اپنے ضمیر کی آواز سننے کی نہ تو ہمت ہے اور نہ وقت۔ بس ہر وقت دنیا کی دوڑ میں آگے بڑھنے کے نت نئے طریقے تلاش کرنا اولین ترجیح ہے۔ اس حوالے سے کون سی نئی کتاب مارکیٹ میں آئی ہے اسی کو پڑھنے کی ہر کسی کو دعوت دی جاتی ہے۔ اس کے مقابلے میں قرآن کو پڑھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی جاتی جو ہر صفحہ میں آخرت کا ڈراوا دیتا ہے۔ چنانچہ درجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی اسی نفسیاتی نبض پر ہاتھ رکھا ہے کہ تم لوگ یہ جو اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاری کے قصیدے پڑھ رہے ہو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تم اس کی رحمت اور بخشش پر واقعتاً بہت پختہ یقین بھی رکھتے ہو‘ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ اپنے اس فلسفے کی آڑ میں تم جزا و سزا کا انکار کرنا چاہتے ہو اور اسی بناء پر تم کہتے ہو کہ جب ہماری ہڈیاں بھی نہ رہیں گی تو دوبارہ کیسے اُٹھایا جائے گا۔ حالانکہ وہ اللہ جس نے تمہیں گندے پانی کی ایک بوند سے پیدا کیا اور پھر سقراط اور بقراط تک پہنچایا وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔

﴿وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ ۱۰﴾ ”حالانکہ تم پر نگران (فرشتے) مقرر ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان پر کئی طرح کے نگران فرشتے مقرر ہیں۔ ﴿وَھُوَ الْقَاھِرُ فَوْقَ عِبَادِہٖ وَیُرْسِلُ عَلَیْکُمْ حَفَظَۃً ط﴾ (انعام:61) ”اور وہ اپنے بندوں پر پوری طرح غالب ہے اور وہ تم پر نگہبان بھیجتا رہتا ہے۔“ ہر انسان کو اس دنیا میں مقررہ مدت تک رہنا ہے۔

پریس ریلیز 12 اگست 2016ء

سائبر بل میں توہین رسالت اور فحاشی و عریانی کو نظر انداز کرنا انتہائی افسوسناک ہے

سانحہ کوئٹہ کی جتنی بھی زیادہ مذمت کی جائے کم ہے۔ دہشت گردوں نے درندگی اور بربریت کا بدترین مظاہرہ کیا

حافظ عاکف سعید

سائبر بل میں توہین رسالت (Blasphemy) اور فحاشی و عریانی (Pornography) کو نظر انداز کرنا انتہائی افسوسناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ جان بوجھ کر ایسا کیا گیا ہے تو یہ ایک سازش ہے جو قابل مذمت ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ اس سے پہلے کہ قومی اسمبلی میں پیش کردہ یہ بل قانون کی شکل اختیار کرے، توہین رسالت اور فحاشی و عریانی کو سائبر جرم کے طور پر اس میں شامل کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ میں سانحہ کوئٹہ کی پہلے بھی مذمت کر چکا ہوں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کی جتنی بھی زیادہ مذمت کی جائے یہ کم ہے۔ دہشت گردوں نے درندگی اور بربریت کا بدترین مظاہرہ کیا جو انسانیت کے لیے شرمناک ہے۔ انہوں نے کہا کہ سابق صدر زرداری نے قائداعظم کی 11 اگست 1947ء کی تقریر کی جو توجیہہ کی ہے وہ سرے سے غلط اور ناقابل قبول ہے۔ قائداعظم نے 25 جنوری 1948ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ بعض شرپسند عناصر پاکستان میں شریعت محمدی کے نفاذ کے حوالے سے ابہام پیدا کر رہے ہیں۔ قائداعظم نے اپنی تقریر میں واضح کیا کہ پاکستان میں شریعت محمدی کا نفاذ ہوگا۔ قائداعظم نے قیام پاکستان سے پہلے ایک سو ایک مرتبہ اور قیام پاکستان کے بعد چودہ مرتبہ پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے حوالہ سے اپنی تقاریر میں واضح طور پر ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ قائداعظم نے ساری زندگی سیکولر کا لفظ زبان سے نہ نکالا۔ انہوں نے سیکولر عناصر کو متنبہ کیا کہ وہ اپنے خیالات و نظریات قائداعظم پر تھوپنے کی کوشش نہ کریں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

انسان کو اس مقررہ مدت تک پہنچانے کے لیے اللہ نے انسان پر محافظ فرشتے مقرر کر رکھے ہیں جو انسان کو موت سے بچاتے ہیں۔ دوسری قسم کے فرشتے وہ ہیں جن کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

﴿ كِرَامًا كَاتِبِيْنَ (11) ﴾ ”جو بڑے باعزت لکھنے والے ہیں۔“

﴿ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ (12) ﴾ ”وہ جانتے ہیں جو کچھ تم کر رہے ہو۔“

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے ساتھ دو فرشتے بطور نگران مقرر کر رکھے ہیں جو اس کا ایک ایک عمل لکھ رہے ہیں۔ اب اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو انسانوں کا محاسبہ کرنا منظور نہیں ہے تو گویا وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ اس کا فرشتوں کو بطور نگران مقرر کرنا اور ان فرشتوں کا ایک ایک انسان کے ایک ایک عمل کا ریکارڈ مرتب کرنا سب بے کار ہے۔ ایسے خیالات کے حامل لوگوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ”کارِ عبث“ اللہ کے شایانِ شان نہیں‘ وہ احتساب ضرور کرے گا اور اس احتساب کے نتائج بھی ضرور نکلیں گے‘ جن کا ذکر اگلی آیات میں ہے:

﴿ اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ (13) ﴾ ”یقیناً نیکوکار بندے نعمتوں میں ہوں گے۔“

ابرار کے ایک معنی وفادار کے بھی ہیں۔ یہاں ابرار سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کے سچے وفادار ہیں۔ آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ صرف نیک عمل ہی کافی نہیں بلکہ وفاداری بھی صرف اللہ کے ساتھ ہونی چاہیے۔ آج کا سب سے بڑا المیہ یہی ہے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت اللہ کی وفادار نہیں ہے۔ ہر طرف غداری ہے۔ رب کا دیا ہوا دین ہمارے پاس ہے۔ ہم صرف گن گائیں گے کہ بہت اچھا ہے، اعلیٰ ترین ہے لیکن سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم اس کو اپنے ہاں نافذ کر دیں۔ چاہے سو فیصد مسلمان ہی کسی ملک میں کیوں نہ رہتے ہوں۔ زبان سے کہیں یا نہ کہیں طرزِ عمل سے ظاہر ہو رہا ہوگا کہ یہ تو آج کے دور میں قابلِ عمل ہی نہیں ہے۔ لیکن جو اللہ کے وفادار بندے ہوں گے وہ تو ہر طرح کے حالات میں اللہ کے دین کو اپنے معاشرے پر نافذ کرنے کی جدوجہد کریں گے۔ کیونکہ وفادار بندے وہی کام کریں گے جو رب کو پسند ہو۔ جو رب کو ناپسند ہو اس کام سے بچنے کی پوری شعوری کوشش کریں گے۔ لیکن اگر کہیں خطا ہو جائے تو فوراً معافی مانگیں گے اور آئندہ کے لیے عہد کریں گے کہ ایسا نہیں ہوگا۔ اللہ ایسے بندوں کو معاف کر دیتا ہے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ وفاداری اسی کے ساتھ ہو۔ وفاداری اگر دوسروں کے ساتھ ہوگی تو کوئی نیک عمل کام نہیں آئے گا۔ وفاداری کا معاملہ دنیا میں بھی بڑا حساس مانا جاتا ہے۔ اگر کسی وڈیرے یا زمیندار کا کوئی ملازم کوئی غلطی کرے تو وہ اسے معاف کر دے گا لیکن اگر اسے پتا چل جائے کہ اس کا ملازم دشمنوں کا وفادار ہے تو وہ اسے کبھی معاف نہیں کرے گا بلکہ کڑی سے کڑی سزا دے گا کیونکہ غداری کا جرم ناقابلِ معافی ہے۔

آج ہمیں بھی اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ اللہ کے دین کے نام پر حاصل کیے ہوئے اس ملک میں اگر اللہ اور اس کے دین کے دشمنوں کا نظام نافذ ہے تو ہم کہاں کھڑے ہیں۔ کہیں ہم اللہ کے دشمنوں کے ساتھ تو نہیں کھڑے ہوئے؟ اگر ایسا ہے تو ہماری نمازیں، ہماری تمام عبادتیں اور ہماری تمام دعائیں عبث ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آج مسلمان عبادات کے باوجود بے بسی اور لاچاری کی حالت میں ہیں۔

﴿ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ (14) ﴾ ”اور یقیناً فاسق و فاجر جہنم میں ہوں گے۔“

یعنی بے شک رب بڑا کریم ہے لیکن اس بارے میں دھوکے میں نہ رہنا۔ اسی نے قرآن بھی نازل کیا ہے۔ اگر اس کی تعلیمات کے خلاف کرو گے تو لازماً پکڑ ہوگی اور فاسق اور فاجر جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

﴿ يَّصْلَوْنَهَا يَوْمَ الدِّيْنِ (15) ﴾ ”داخل ہوں گے اس میں جزا و سزا کے فیصلے کے دن۔“

موت سے پہلے تک انسان کو مہلت ہے۔ اس سے پہلے پہلے اگر اس نے سچی توبہ کر لی اور آئندہ رب سے وفاداری کا عہد کیا تو رب تمام گناہ معاف کر دے گا لیکن اگر بے وفائی اور غداری کی حالت میں مر گئے تو پھر انجام جہنم ہوگا۔

﴿ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَآئِبِيْنَ (16) ﴾ ”اور وہ اس سے کہیں غائب نہیں ہو سکیں گے۔“

اگر کوئی چاہے کہ وہ چھپ جائے یا بھاگ جائے یا وہاں جائے ہی نہ تو ایسا ممکن نہیں ہوگا۔ اس دن سب کو چار و ناچار حاضر ہونا پڑے گا اور پھر جہنم سے بھاگ نکلنے کا نہ کوئی راستہ ہوگا اور نہ ہی کسی میں بھاگ جانے کی طاقت ہوگی۔

﴿ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ (17) ﴾ ”اور کیا تمہیں کچھ معلوم ہے کہ روزِ جزا کیا ہے؟“

﴿ ثُمَّ مَآ اَدْرٰىكَ مَا يَوْمُ الدِّيْنِ (18) ﴾ ”پھر کیا تمہیں کچھ اندازہ ہوا ہے کہ روزِ جزا کیا ہے؟“

﴿ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا ۭ وَالْاَمْرُ يَوْمَىِٕذٍ لِّلّٰهِ (19) ﴾ ”جس روز کسی جان کو کسی دوسری جان کے لیے کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا‘ اور امر کل کا کل اس دن اللہ ہی کے ہاتھ میں ہوگا۔“

دوست، احباب، عزیز ترین رشتہ دار، بھائی، بیٹے، والدین سب نظر آ رہے ہوں مگر کسی کو کسی کی پرواہ نہیں ہوگی۔ سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی۔ ہر ایک اپنی فکر میں لگا ہوگا کہ میں کسی طرح بچ جاؤں۔ وہ چاہے گا کہ فدیے میں میری اولاد، میری بیوی، والدین، سارا کنبہ، ساری نوعِ انسانی کو لے لیا جائے مگر مجھے چھوڑ دیا جائے۔ اس دن انسانوں کی اکثریت کو بے بسی اور نفسانفسی کی جس کیفیت کا سامنا ہوگا‘ سورۃ البقرۃ میں اس کا نقشہ یوں دکھایا گیا ہے: ﴿ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْـًٔا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ (48) ﴾ ”اور ڈرو اس دن سے کہ جس دن کام نہ آ سکے گی کوئی جان کسی دوسری جان کے کچھ بھی اور نہ کسی سے کوئی سفارش قبول کی جائے گی اور نہ کسی سے کوئی فدیہ قبول کیا جائے گا اور نہ انہیں کوئی مدد ہی مل سکے گی۔“

آج ہم نے کئی چور دروازے نکالے ہوئے ہیں۔ اگر آخرت کو مانتے بھی ہیں تو ساتھ یہ تصور بھی پالے ہوئے ہیں کہ رب بڑا کریم ہے وہ ہمیں جہنم میں نہیں ڈالے گا۔ کئی لوگوں کو یہ گمان بھی ہے کہ کوئی نہ کوئی بچا لے گا۔ یقیناً شفاعت ہے۔ لیکن اس کے بھی قواعد وضوابط اللہ نے اسی قرآن میں بیان کر دیئے ہیں کہ کوئی کسی سفارش میں غلط بیانی نہیں کر سکے گا، سفارش بھی وہ کرے گا جس کو اللہ اجازت دے گا اور وہ اسی کی سفارش کرے گا جس کی اللہ اجازت دے گا۔ اُس دن سارا اختیار اللہ کے پاس ہوگا اور سرِ محشر پکارا جائے گا: ﴿ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ﴾ (المؤمن: 16) کہ اے نسلِ انسانی کے لوگو! دیکھو! آج حکومت‘ اختیار اور اقتدار کس کے ہاتھ میں ہے؟ اور اس سوال کا جواب بھی پھر خود ہی دیا جائے گا: ﴿ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴾ (المؤمن: 16) یعنی آج کے دن اختیار کل کا کل اللہ ہی کے پاس ہے جو اکیلا ہے اور سب پر غالب ہے۔

لیکن ہم کسی سفارش کے بھروسے پر سب کچھ کیے جا رہے ہوتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی بچا لے گا۔ یعنی اپنے اصل مستقبل کو تباہی کے آخری کنارے تک پہنچانے کے لیے تیار ہیں۔ قرآن مجید تو بتا رہا ہے کہ حساب کتاب ہونا ہے اور جن کے لیے سفارش کی جائے گی وہ بھی وہ لوگ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ رحم کرنا چاہے گا۔ جن کی وفاداری تو اللہ کے ساتھ تھی مگر گناہوں کا پلڑا بھاری تھا۔ ایسے لوگوں کو ان کی وفاداری کے بدلے اللہ پاک معاف فرما دے گا اور ان کے بارے میں سفارش قبول کی جائے گی۔ یہ نہیں کہ باغیوں کی سفارش ہوگی۔

﴿ اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ (35) ﴾ (القلم) ”کیا ہم اپنے فرمانبرداروں کو مجرموں کے برابر کر دیں گے؟“

دنیا میں بھی کوئی وفادار اور غدار کو برابر نہیں سمجھتا تو عدل کا دن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وفاداری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

❁❁❁

اک خواب سنبھالا نہ گیا......!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

روسی وزیر خارجہ نے حال ہی میں مشرق وسطیٰ کے امن و امان کی بربادی کا ذمہ دار بیرونی مداخلت کو ٹھہرایا ہے۔ کہتے ہیں عراق، شام اور لیبیا مستحکم ممالک تھے، ان کا امن تباہ کر دیا گیا۔ یہ الگ بات ہے کہ خود روس بھی شام کی جنگ میں کود پڑا۔ نجانے کس استحکام کی خدمت کے لیے۔ شامی قصاب بشار الاسد کی مدد اور اس کی خون آشامی کو حوصلہ دینے کے لیے؟ ساری خونیں شہ سرخیاں مسلم ممالک ہی کی لگتی ہیں۔ شام میں دھماکہ، 60 ہلاک، یمن میں بمباری 76 ہلاک، کشمیری نوجوانوں کی آنکھوں پر تاک تاک کر برسائے جاتے چھرے، غزہ، اسرائیل سے اٹھتے فلسطینی جنازے۔ پوری مسلم دنیا نشانے پر ہے۔ ترک معیشت مستحکم ہو رہی تھی، جس پر یورپ مبتلائے تشویش تھا۔ مسلم دنیا میں ایک آواز مظلوم مسلمانوں کے لیے ترکی سے اٹھتی تھی۔ کمال اتاترک کی سیکولر انتہا پسندی کے شکنجے سے ترکی قدم بہ قدم آزاد ہو رہا تھا۔ اسلام کے لیے بمشکل تمام سالوں کے سفر کے بعد کچھ گنجائش بنی تھی۔ ایک گھمبیر سازش کے تحت ترکی کو انتشار اور خانہ جنگی کی طرف دھکیل دیا گیا۔ اس وقت شدید ردعمل کی کیفیت میں جتنے بڑے پیمانے پر پکڑ دھکڑ جاری ہے، ایک وزیر کے شدید انتقامی بیانات نیک شگون نہیں ہیں۔ اس کا فائدہ سیکولرسٹ اور قوم پرستوں کو پہنچے گا جو بظاہر فی الوقت اردوان کی حمایت کر رہے ہیں۔ یہ عین وہی صورت ہے جو قبل ازیں ملائیشیا میں رونما ہو چکی۔ معاشی ترقی میں تیزی سے آگے بڑھتا، ایشیائی ٹائیگر بنتا ملک مہاتیر محمد اور انور ابراہیم چپقلش کی نذر ہو کر رہ گیا۔ سہانے خواب بکھر گئے۔ ترکی میں یہی کام فوج کے گولن نواز عنصر سے لیا گیا۔

یہ طرفہ تماشا ہے کہ مسلمان لیڈر مغرب کی گود میں پلتے، پھلتے پھولتے ہیں۔ بوقت ضرورت انہی کے ایجنڈوں پر مسلم ممالک میں کٹھ پتلی کردار ادا کرتے ہیں۔ کبھی درآمد شدہ معین قریشی اور پلاسٹک کے وزیر اعظم کہلائے جانے والے شوکت عزیز کی صورت۔ کبھی برطانیہ کی گود سے ہمک ہمک کر کراچی شہر پر لرزہ طاری کرتے الطاف حسین۔ سات ہزار سے زائد ٹارگٹ کلنگ کا اعتراف ہو چکا جس میں 12 مئی 2007ء کے وہ قتل بھی شامل ہیں جو مشرف نے فخریہ قبول کیے تھے۔ در پردہ تو سبھی جانتے تھے، اب کھل کر اعتراف ہو رہے ہیں کہ انہیں (ہدفی قاتلوں کو) برطانیہ، جنوبی افریقہ اور تھائی لینڈ سے مالی مدد مل رہی تھی۔ وسائل سے مالا مال مسلم ممالک کو کھوکھلا کر دینے والے یہ اقدامات گلوبل ویلیج کے چودھریوں ہی کے در پردہ کار ہائے نمایاں ہیں۔ مسلمان ملکوں پر فوج چڑھا لانے کے منصوبے ترکی میں نئے نرالے تو نہیں۔ نوآبادیاتی دور میں گوروں کی فوجوں نے ہی تو ہر جا پنجے جمائے تھے۔ مضبوط فوجی چھاؤنیوں کے بل پر حکمرانی کی تھی۔ ان کے جانے کے بعد مصر پر سدا فوج حکمران رہی۔ شام، لیبیا، عراق پر فوجی حکمران مسلط رہے۔ یہ اصلاً سامراجی قوتوں کی باقیات تھی۔ ان کی تمام تر تربیت ویسٹ پوائنٹ، سینڈ ہرسٹ اور فرانسیسی فوجی تربیتی اداروں میں ہوئی۔ بلڈی سویلین، حاکم و محکوم کی سوچ بھی گورے آقاؤں کی میراث ہے۔ مسلم ممالک میں ایکڑوں کی زمین، فوجی بیرکیں، عوام کے بدحال شہروں میں چمکتے دمکتے کینٹ، چونا پھرے درخت، صاف ستھری سڑکیں، بھاری بھرکم بجٹ۔ یہ سب جانے سے پہلے وہ طے کر گئے تھے۔ عوام کو اگر منہ کا ذائقہ بدلنے کو جمہوری سیاسی حکمران ملیں تو وہ بھی گورے کے وفادار غلاموں کی نسل سے ہوں۔ یہ بھی وہی طبقہ ہے جس نے انگریز، فرنچ، اطالوی حکمرانوں کے ساتھ مل کر اپنے اپنے ممالک میں حریت پسند مسلمانوں، علماء، صلحاء کی مخبریاں کیں۔ پھانسیاں دلوائیں۔ اسلام پسند طبقات کے خلاف لشکر فراہم کیے۔ فرنگیوں کی خدمات کے عوض خطابات، جاگیریں، اور ان کی اولادوں نے مغربی ممالک سے تعلیمی اسناد پائیں۔ ایک صدی کے لگ بھگ یہ ممالک آزادی کی خوش فہمی میں مبتلا اپنے اپنے السیسی اور بشار الاسد سے نبرد آزما ہیں! ترکی میں اردوان پر جو کچھ بیتی وہ بھی اسی کہانی کا تسلسل ہے۔

اب دنیا واضح طور پر دجال کی آمد کی تیاری اور گریٹر اسرائیل کے منصوبے کی تکمیل کے دور میں داخل ہو چکی ہے۔ اپنی تاریخ، قرآن اور احادیث سے لاعلم سادہ لوح مسلمان حیرت سے دنیا میں تیزی سے بدلتے حالات کو دیکھ رہا ہے۔ مبلغ علم میڈیا یا نیم خواندہ، کج فہم دانشوروں کے ہاتھوں اگائے فکری جنگلوں میں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ مستند علم کی کتابیں جس تیزی سے مارکیٹ سے غائب ہو رہی ہیں، آئندہ نسلوں پر غلامی کے تاریک سائے گھمبیر تر ہوتے نظر آ رہے ہیں۔ یوں بھی سوشل میڈیا نے کتاب سے تعلق توڑ ڈالا ہے۔ علم کی شاہ کلید قرآن سے ناآشنائی خوفناک حدوں کو چھو رہی ہے اور یہی قوم کی فکری ژولیدگی اور جہالت کا اصل سبب ہے۔ باوجودیکہ مولانا محمود الحسنؒ نے تاکیداً وصیت فرمائی تھی قرآن پر توجہات مرکوز کرنے کی لیکن دینی حلقوں نے اسے بھلائے رکھا۔ ناظرہ قرآن سے ایک قدم آگے بڑھنے کی سعی نہ ہوئی۔ وہ کتاب کہ جس نے مردہ قوم میں زندگی کی وہ روح پھونکی کہ:

اونٹوں کے چرانے والوں نے کسریٰ کے تخت کو توڑا!

آج ہم 21 ویں صدی جو تشنہ ترین صدی ہے، اس میں تریاق چھپائے بیٹھے ہیں۔ علمی مباحث تو بہت ہیں۔ عملی زندگی کو صورت ملا عمرؒ شریعت (قرآن و سنت پر مبنی منہج) کے ذریعے قم باذن اللہ نہ کہہ پائے۔ ان گنت دینی جماعتوں، حلقوں کے ہوتے ہوئے خود پاکستان میں معاشرت جس طرح عریانی، فحاشی کی بھینٹ چڑھ رہی ہے اس تک کے سدباب کا ہم اہتمام نہ کر سکے۔ امریکہ نیٹو کی خدمت گزاری کے آگے بند باندھنا تو انہی کا کام تھا جن کے حوصلے تھے زیادہ! پورے ملک پر مسلط بل بورڈوں کے ذریعے عورت کے تقدس کو پامال کرتی، اسے جنس بازار بنا کر کوڑیوں کے مول ماڈلنگ کی قیمت ادا کرتی تہذیب نو کے آگے ہم بند نہ باندھ سکے۔

یوم آزادی اس حال میں آ رہا ہے کہ رسمیات کے تحت تعلیمی اداروں میں ملی نغمے گا بجا کر، قوم کی بیٹیاں رنگ برنگے حلیوں میں پیش کر کے ہم آزادی کا شکرانہ پٹاخوں،

آتش بازیوں کی گونج میں بھنگڑے ڈال کر ادا کر دیں گے۔ کشمیری نوجوانوں کے سینوں پر اور آنکھوں پر پھٹتے پٹاخے اور آتش بازیاں ہم سے سوال کرتی ہیں! ملک وقوم کی سربلندی، نظریے کا تحفظ حد درجے سنجیدہ اور گھمبیر ذمہ داری ہے۔ یہاں دھرنوں اور تختے الٹنے کے خوابوں نے سبھی کچھ بھلا رکھا ہے۔ ترس ترس کر ترکی کی ناکام بغاوت کی طرف دیکھتے ہیں اور ٹھنڈی آہیں بھرتے ہیں۔ کوئی تو ٹینکوں پر بیٹھ کر آئے اور ہمیں کرسی اقتدار پر بٹھا دے! ہم قحط الرجال کے پریشان کن دور میں کفن چور کے بیٹے کی کہانی میں گھرے بیٹھے ہیں۔

بھلے دناں دی گل اے قبراں روشن سن
ہن تے گھر دے وچ وی دیوا بلدا نئیں!

یہ اخلاقی روحانی لوڈشیڈنگ کا نوحہ پڑھتے ہمیں تو یوں لگا کہ جدوں داتی وی بلن لگا سب کچھ بھل گیا!

اب تو حال یہ ہے کہ پاکستان اغوا شدگان، لاپتگان کا ملک بن کر رہ گیا ہے۔ پنجاب سے اغوا ہونے والے بے شمار بچوں کے والدین کی پریشانی تکلیف دہ ہے۔ سپریم کورٹ نے کہا بچوں کا لاپتہ ہونا حساس معاملہ ہے۔ اور بڑوں کا لاپتہ ہونا؟ یہ وہ بھاری پتھر ہے جو عدالتیں چوم کر رکھ چکی ہیں۔ سول جج راولاکوٹ 5 سالہ مغوی بیٹا بازیاب نہ ہونے پر عدالت میں رو پڑے۔ قبل ازیں اویس علی شاہ کی گمشدگی نے عدالتی حلقوں کو پریشان رکھا۔ وہ تو واپس آ گئے۔ تاہم آمنہ جنجوعہ قبیلے کو ڈرا دھمکا کر سڑکوں پر گھسیٹ کر بالآخر خاموش ہو جانے پر مجبور کر دیا گیا۔ ظلم قیامت کے دن کی تاریکی، گھپ اندھیروں کا سبب بنے گا۔ اگر قیامت پر یقین باقی ہو! جیتے جی سالہا سال سے جبری گمشدگی پر بلکتے بوڑھے والدین، سسکتی بیویاں، غمزدہ بچے......! کوئی ان کا پرسانِ حال بھی ہے......؟ اویس شاہ، گیلانی اور شہباز تاثیر تو تندرست وتوانا واپس لوٹے ہیں۔ جبری لاپتگان میں سے تو جو خوش قسمت ترین اگر لوٹے تو سفید دھاگے کی طرح خون کی رمق سے محروم لاغر، نفسیاتی مریض بن کر لوٹے......! یہ اقبال وجناح کی مشقتوں، خوابوں کا نہیں امریکہ کا تراشیدہ نیا پاکستان ہے!

اور تو کیا کسی پیاں کی حفاظت ہوتی
ہم سے اک خواب سنبھالا نہ گیا تیرے بعد!

☆☆☆

آنحضرت ﷺ کی تعلیم وتربیت کے انقلابی اثرات

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

محسن انسانیت، سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پوری انسانیت کے لیے ایک عظیم اور مثالی معلم بن کر تشریف لائے تھے۔ ایسے معلم جن کی تعلیم وتربیت نے صرف تیئس سال کی مختصر مدت میں نہ صرف پورے جزیرۃ العرب کی کایا پلٹ کر رکھ دی، بلکہ پوری دنیا کے لیے رشد وہدایت کی وہ ابدی قندیلیں بھی روشن کر دیں جو رہتی دنیا تک انسانیت کو عدل وانصاف، امن وسکون اور عافیت واطمینان کی راہ دکھاتی رہیں گی۔

نبی کریم ﷺ نے تیئس سال کی مختصر سی مدت میں جو حیرت انگیز انقلاب برپا کیا اس کی برق رفتاری اور اس کے ہمہ گیر اثرات نے ان لوگوں کو بھی انگشت بدنداں کر دیا جو آنحضرت ﷺ اور آپ ﷺ کے مشن کے سخت مخالف رہے ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی تعلیم وتربیت ہی کا حیرت انگیز کرشمہ تھا کہ تیئس سال کی مختصر مدت میں صحرائے عرب کے جو وحشی علم ومعرفت اور تہذیب وتمدن سے بالکل نابلد تھے، وہ پوری دنیا میں علم وحکمت اور تہذیب وشائستگی کے چراغ روشن کرتے ہیں۔ جو لوگ کل تک ایک دوسرے کے خون سے اپنی پیاس بجھا رہے تھے۔ وہ آپس میں بھائی بھائی بن جاتے ہیں۔ جہاں ہر طرف قتل وغارت گری کی آگ بھڑک رہی تھی وہاں امن وآشتی کے گلاب کھل اُٹھتے ہیں۔ جہاں ظلم وبربریت کا دور دورہ تھا وہاں عدل وانصاف کی شمعیں روشن ہو جاتی ہیں، جہاں پتھر کے بتوں کو سجدے کیے جاتے تھے، وہاں توحید کا پرچم لہرانے لگتا ہے اور بالآخر عرب کے ہی صحرا نشین جو اپنی جہالت کی وجہ سے دنیا بھر میں ذلیل وخوار تھے۔ ایران وروم کی عظیم سلطنتوں کے وارث بن جاتے ہیں اور ساری دنیا ان کے عدل وانصاف اور ان کی شرافت نفس کے گن گانے پر مجبور ہو جاتی ہے۔

اسی طرح نبی کریم ﷺ کی تعلیم وتربیت کا جو سو فیصد نتیجہ دنیا نے دیکھا ہے انسانیت کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آج ہم اسی بات کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم وتربیت کی وہ کیا بنیادی خصوصیات تھیں جنہوں نے دنیا بھر میں یہ حیرت انگیز انقلاب برپا کر دیا۔

آنحضرت ﷺ کے اندر تعلیم وتربیت کی تمام خصوصیات کا احاطہ کسی بھی انسان کے لیے ممکن نہیں ہے لیکن میں یہاں آپ ﷺ کے انداز تربیت کی صرف ان خصوصیات کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اپنی محدود بصیرت اور مطالعے کی حد تک مجھے سب سے زیادہ بنیادی خصوصیات معلوم ہوتی ہیں۔

پہلی خصوصیت

ان میں سے پہلی خصوصیت آپ ﷺ کی شفقت ورحمت، دلسوزی وخیر خواہی اور رحم دلی ونرمی ہے چنانچہ خود قرآن کریم نے آپ ﷺ کی اس خصوصیت کا ذکر فرما کر اسے آپ ﷺ کی کامیابی کا بہت بڑا سبب قرار دیا ہے۔ ارشاد پاک ہے:

”پس یہ اللہ کی رحمت ہی تھی جس کی بنا پر آپ (ﷺ) لوگوں کے لیے نرم خو ہو گئے اور اگر آپ (ﷺ) درشت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے۔“ (آل عمران:159)

جس شخص نے بھی سیرت طیبہ ﷺ کا کچھ مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے مخالفین نے آپ ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے، آپ ﷺ کو طرح طرح سے اذیت پہنچائی اور آپ ﷺ پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی، لیکن آپ ﷺ کی پوری سیرت اس بات کی گواہ ہے کہ آپ ﷺ کے دل میں کبھی ایک لمحے کے لیے انتقام کا جذبہ پیدا نہیں ہوا، آپ ﷺ نے ان پر غضب ناک ہونے کے بجائے ان پر ترس کھاتے تھے کہ یہ لوگ کیسی سنگین گمراہی میں مبتلا ہیں، اور ہر وقت آپ ﷺ کو یہ فکر دامن گیر رہتی تھی کہ وہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے حق بات ان کے دل میں اتر جائے اور یہ ہدایت کے راستے پر آ جائیں۔

آپ ﷺ اس قسم کے معلم نہ تھے کہ محض کوئی کتاب پڑھا کر یا درس دے کر فارغ ہو بیٹھتے ہوں اور یہ سمجھتے ہوں کہ میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اس کے بجائے آپ ﷺ اپنے زیر تربیت افراد کی زندگی کے ایک ایک شعبے میں داخل تھے؟ آپ ﷺ ان کے ہر دکھ درد میں شریک اور ہر لمحے ان کی فلاح و بہبود کے لیے فکر مند رہتے تھے، آپ ﷺ کے اسی وصف کو قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

''بلا شبہ تمہارے پاس تمہی میں سے ایک ایسا رسول آیا ہے جس پر تمہاری مشقت گراں گزرتی ہے اور جو تمہاری بھلائی کا بے حد حریص ہے اور مسلمانوں پر بے حد مشفق اور مہربان ہے۔'' (التوبہ:128)

علامہ نور الدین رحمۃ اللہ علیہ نے مجمع الزوائد میں مسند احمد اور معجم طبرانی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ ایک نوجوان سرکار دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آ کر عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ! مجھے زنا کی اجازت دے دیجیے۔'' ذرا تصور تو کیجیے کہ کیا فرمائش کی جا رہی ہے ایک ایسے گھناؤنے گناہ کو حلال قرار دینے کی فرمائش جس کی قباحت وشناعت پر دنیا بھر کے مذاہب وادیان متفق ہیں اور یہ فرمائش کس سے کی جا رہی ہے؟ اس برگزیدہ ہستی سے جس کی عصمت وعفت کے آگے فرشتوں کا بھی سر جھک جاتا ہے، کوئی اور ہوتا تو اس نوجوان کو مار پیٹ کر یا کم از کم ڈانٹ ڈپٹ کر باہر نکلوا دیتا لیکن یہ رحمۃ للعالمین ﷺ تھے جن کا کام برائی پر خفگی کا اظہار کر کے پورا نہیں ہو جاتا تھا، بلکہ جو اس برائی کے علاج کو بھی اپنا فریضہ سمجھتے تھے، آپ ﷺ کے دل میں اس نوجوان کے خلاف بغض وغضب کے بجائے ہمدردی اور رحم کے جذبات پیدا ہوئے۔ آپ ﷺ نے اس پر ناراض ہونے کے بجائے اسے پیار کے ساتھ اپنے پاس بلایا۔ اپنے قریب بٹھایا، اس کے کندھے پر مشفقانہ ہاتھ رکھا اور محبت بھرے لہجے میں فرمایا: ''اچھا یہ بتاؤ کہ جو عمل تم کسی اجنبی خاتون کے ساتھ کرنا چاہتے ہو اگر کوئی دوسرا شخص تمہاری ماں کے ساتھ کرنا چاہے تو کیا تم اس کو گوارا کرو گے؟'' نوجوان کے ذہن وفکر کے بند دریچے ایک ایک کر کے کھلنے لگے، اس نے کہا ''نہیں یا رسول اللہ!'' آپ ﷺ نے فرمایا! ''تو پھر دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں کے لیے یہ بات پسند نہیں کرتے، اچھا یہ بتاؤ کہ اگر کوئی شخص تمہاری بہن کے ساتھ یہ معاملہ کرے تو کیا تم اس کو گوارا کر لو گے؟'' نوجوان نے عرض کیا: ''نہیں یا رسول اللہ!'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو بات تمہیں اپنی بہن کے لیے گوارا نہیں، دوسرے لوگ بھی اپنی بہنوں کے ساتھ اسے پسند نہیں کرتے، آنحضرت ﷺ مسلسل اس نوجوان کو مثالیں دے دے کر سمجھاتے رہے اور آخر میں اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا بھی فرمائی کہ ''یا اللہ! اس کے گناہ کو معاف فرما دیجیے اور اس کے قلب کو پاک کر دیجیے، اور اس کی شرم گاہ کو عفت عطا فرمائیے'' یہاں تک کہ جب وہ مجلس سے اٹھا تو اس گھناؤنے عمل سے ہمیشہ کے لیے تائب ہو چکا تھا۔''

آپ ﷺ اس نوجوان پر غیظ وغضب کا اظہار کر کے اپنے مشتعل جذبات کی تسکین کر سکتے تھے، اس صورت میں آپ ﷺ کو اس نوجوان کی زندگی تباہ ہوتی نظر آ رہی تھی، یہ آپ ﷺ کی نرم خوئی، حکمت اور تدبر و تحمل کا عمل تھا کہ وہ نوجوان ہلاکت کے گڑھے سے ہمیشہ کے لیے محفوظ ہو گیا، کاش کہ آج کے معلمین، اساتذہ، سرکار دو عالم ﷺ کی اس سنت پر عمل پیرا ہو سکیں تو آج انہیں اپنے جوانوں کی بے راہ روی کی شکایت نہ رہے۔

دوسری خصوصیت

آنحضرت ﷺ کے انداز تعلیم وتربیت کی دوسری اہم خصوصیت جسے میں اہمیت کے ساتھ اس وقت ذکر کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے پیروؤں کو جس جس بات کی تعلیم دی، اس کا بذات خود عملی نمونہ بن کر دکھایا، آپ ﷺ کے وعظ ونصائح اور آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت صرف دوسروں کے لیے نہ تھی، بلکہ سب سے پہلے اپنی ذات کے لیے تھی، اللہ تعالیٰ نے بہت سے معاملات میں آپ ﷺ کو رخصت وسہولت عطا فرمائی، لیکن آپ ﷺ نے اس رخصت وسہولت سے فائدہ اٹھانے کے بجائے اپنے آپ کو دوسرے تمام مسلمانوں کی طرح رہنے کو پسند فرمایا۔

تیسری خصوصیت

آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز کی تلقین فرمائی۔ تو خود اپنا عالم یہ تھا کہ دوسرے اگر پانچ وقت نماز پڑھتے تھے تو آپ ﷺ خود اکثر وقت نماز ادا فرماتے تھے، جس میں چاشت، اشراق اور تہجد کی نمازیں شامل تھیں، تہجد کی نماز عام مسلمانوں کے لیے واجب نہ تھی، لیکن آپ ﷺ پر واجب تھی، اور تہجد بھی ایسی کہ کھڑے کھڑے پاؤں پر ورم آ جاتا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف نہیں فرما دیں، پھر آپ ﷺ کو اتنی مشقت اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ کرم فرمایا ہے۔ لیکن کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟''

آپ ﷺ نے دوسروں کو نماز باجماعت کی تعلیم دی تو خود یہ عمل کر کے دکھایا کہ ساری زندگی نماز کی پابندی فرمائی وہ تو اپنی جگہ ہے، عین مرض وفات میں بھی آپ ﷺ نے مسجد کی جماعت کو نہیں چھوڑا، بلکہ دو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے کندھے کا سہارا لے کر مسجد میں تشریف لائے، اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کی۔

چوتھی خصوصیت

آپ ﷺ نے دوسروں کو روزہ رکھنے کا حکم دیا تو خود آپ ﷺ کا عمل یہ تھا کہ عام مسلمان اگر فرض روزے رکھتے تھے تو آپ ﷺ کا کوئی مہینہ روزوں سے خالی نہ تھا۔

پانچویں خصوصیت

آپ ﷺ نے مسلمانوں کو زکوٰۃ دینے اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کی تاکید فرمائی، تو سب سے پہلے آپ ﷺ نے اپنی عملی زندگی میں اس کا بے مثال نمونہ پیش کیا۔ عام مسلمانوں کو اپنے مال کا چالیسواں حصہ فریضے کے طور پر دینے کا حکم تھا، اور اس سے زیادہ حسب توفیق خرچ کرنے کی تلقین کی جاتی تھی، لیکن خود آنحضرت ﷺ کا عمل یہ تھا کہ اپنی فوری ضرورت کو نہایت سادہ طریقے سے پورا کرنے کے بعد اپنی ساری آمدنی ضرورت مند افراد میں تقسیم فرما دیتے تھے، آپ ﷺ کو یہ تک گوارا نہ تھا کہ آپ ﷺ کو وقتی ضرورت سے زائد ایک دینار بھی گھر میں باقی رہے۔

عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی پھر جلدی روانہ ہو گئے۔ گھر میں داخل ہوئے اور تھوڑی دیر بعد باہر نکلے تو میں نے یا کسی اور نے آپؐ سے پوچھا، تو آپؐ نے فرمایا: ''میں گھر میں مال صدقہ سے ایک ٹکڑا سونے کا چھوڑ آیا تھا میں نے ناپسند کیا کہ اس کی موجودگی میں رات گزاروں اس لیے میں نے اسے تقسیم کر دیا۔'' (متفق علیہ)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ نبی علیہ السلام میرے پاس تشریف لائے تو چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ میں سمجھی کہ شاید کوئی تکلیف ہے۔ سو میں نے پوچھا اے اللہ کے نبی! کیا بات ہے آپؐ کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا ہے؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''دراصل میرے پاس سات دینار رہ گئے ہیں جو کل ہمارے پاس آئے تھے۔ شام ہو گئی اور اب تک وہ ہمارے بستر پر پڑے ہیں۔ (متفق علیہ)

عام مسلمانوں کے لیے آپ ﷺ کی تعلیم یہ تھی کہ جوش میں آ کر اپنی ساری پونجی خیرات کر دینا مناسب نہیں

بلکہ اپنی حیثیت کے مطابق مال اپنے پاس رکھ کر باقی کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو، لیکن مسلمانوں کو اس تعلیم کا عادی بنانے کے لیے آپ ﷺ نے اپنے عمل کا یہ نمونہ پیش فرمایا کہ گھر میں کوئی نقدی باقی نہ چھوڑی تا کہ لوگ اس مثالی طرزِ عمل کو دیکھ کر کم سے کم اس حد تک آ سکیں جو اسلام کو عام مسلمانوں سے مطلوب ہے۔

چنانچہ انسانیت کے اس معلم اعظم ﷺ کی عملی تربیت کا نتیجہ تھا کہ جب قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا کہ:

’’تم نیکی کا مقام ہرگز اس وقت تک حاصل نہ کر سکو گے جب تک اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو۔‘‘ (آل عمران:92)

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس آیت پر عمل کرنے کے لیے مسابقت کا جو غیر معمولی مظاہرہ فرمایا وہ تاریخ انسانیت میں اپنی مثال آپ ہے۔ اس آیت کے نازل ہونے پر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنی پسندیدہ ترین اشیاء خیرات کر دیں، اور اپنی محبوب چیزوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا، جنہیں وہ سالہا سال سے حرزِ جان بنائے ہوئے تھے۔

چھٹی خصوصیت

آپ ﷺ نے اپنے پیروؤں کو زہد و قناعت کی تعلیم دی، تو خود اپنی زندگی میں اس کا عملی نمونہ بن کر دکھایا، غزوۂ احزاب کے موقع پر جب بعض صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ ﷺ سے بھوک کی شدت کی شکایت کی اور اپنا پیٹ کھول کر دکھایا کہ اس پر پتھر بندھا ہوا ہے تو سرورِ دو عالم ﷺ نے جواب میں اپنا پیٹ مبارک کھول کر دکھایا جس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

ساتویں خصوصیت

آپ ﷺ نے لوگوں کو مساوات اور بھائی چارے کی تعلیم دی تو سب سے پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھایا کہ اگر دوسرے مسلمان عام سپاہی کی حیثیت میں مدینہ طیبہ کے دفاع میں خندق کھودنے کی مشقت برداشت کر رہے تھے تو ان کے آقا اور امیر (ﷺ) صرف قیادت و نگرانی کا فریضہ انجام نہیں دے رہے تھے، بلکہ آپ بہ نفس نفیس ان کو لے کر خندق کھودنے میں شریک تھے اور زمین کا جتنا ٹکڑا ایک عام سپاہی کو کھودنے کے لیے دیا گیا تھا اس سے زیادہ ٹکڑا آپ نے اپنے ذمے لیا تھا۔

آٹھویں خصوصیت

ایثار کی تعلیم ہر معلم اخلاق نے دی ہے، لیکن عموماً یہ تعلیم معلم کے الفاظ اور فلسفے تک محدود رہتی ہے۔ اس کے برخلاف انسانیت کے اس معلم اعظم ﷺ نے اپنی زبان سے ایثار کے الفاظ کم استعمال کیے، اور عمل سے اس کی تعلیم زیادہ دی۔ حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی چہیتی صاحبزادی ہیں اور مرتبے کے لحاظ سے صرف عرب کی نہیں بلکہ دونوں جہان کی قابلِ احترام شہزادی ہیں، لیکن چکی پیستے پیستے ان کی ہتھیلیاں گھس گئی ہیں وہ آ کر درخواست کرتی ہیں کہ مجھے کوئی خادمہ دلوا دی جائے لیکن مشفق باپ ﷺ کی زبان سے جواب یہ ملا کہ ’’فاطمہ ابھی صفہ کے غریبوں کا انتظام نہیں ہوا، اس لیے تمہاری خواہش پر عمل ممکن نہیں۔‘‘

نویں خصوصیت

آپ ﷺ نے لوگوں کو صبر و تحمل اور عفو و درگزر کا درس دیا تو خود اس پر عمل پیرا ہو کر دکھلایا۔ ایک مرتبہ کسی شخص کا کچھ قرضہ آنحضرت ﷺ پر واجب تھا، اس شخص نے آپ ﷺ سے قرض کا مطالبہ کیا، اور غصہ دلانے کے لیے کچھ گستاخانہ الفاظ استعمال کیے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو حقوق العباد کی ادائیگی کا کس قدر اہتمام تھا، اور آپ ﷺ اس شخص کے مطالبے کے بغیر ہی اس کا قرض ضرور چکاتے، اس لیے اس شخص کے پاس اس کا کوئی جواز نہ تھا، چنانچہ آپ ﷺ کے جاں نثار صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اس شخص کا یہ گستاخانہ انداز دیکھا تو اسے اس گستاخی کا مزا چکھانا چاہا، لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ اس کے تمام تر اشتعال انگیز اور تکلیف دہ رویے کو دیکھنے کے باوجود صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے فرماتے ہیں کہ:

’’اسے رہنے دو، وہ صاحب حق ہے اور صاحب حق کو بات کہنے کی گنجائش ہوتی ہے۔‘‘

دسویں خصوصیت

عفو و درگزر کا جو معاملہ آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا، وہ تو ساری دنیا کو معلوم ہے کہ جن لوگوں نے آپ ﷺ کے ساتھیوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے لیے ظلم و ستم کا کوئی طریقہ نہیں چھوڑا تھا، انہی لوگوں پر فتح کے بعد آپ ﷺ نے یہ اعلان عام فرما دیا کہ:

’’آج کے دن تم پر کچھ ملامت نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو۔‘‘

خلاصہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کی وہ تعلیم و تربیت جس نے دشمنوں تک کے دل جیتے ہیں اور جس نے ایک جاہل قوم کو تہذیب کے بامِ عروج تک پہنچایا، اس کی سب سے بنیادی خصوصیت یہ تھی کہ وہ تعلیم محض ایک فکر اور فلسفہ نہیں تھی جسے الفاظ کا خول چڑھا کر آپ ﷺ نے اپنے پیروؤں کے سامنے پیش کر دیا، بلکہ وہ ایک متواتر اور پیہم عمل سے ثابت تھی، آپ کی مبارک زندگی کی ہر ہر ادا مجسم تعلیم تھی۔ چنانچہ اگر احادیث نبوی ﷺ کا استقراء کر کے دیکھا جائے تو اس میں قولی احادیث کی تعداد کم ہے اور عملی احادیث کی تعداد زیادہ ہے۔ علامہ علی متقی رحمہ اللہ کی کتاب اب تک احادیث نبوی ﷺ کا سب سے جامع ذخیرہ سمجھی جاتی ہے۔ اس کتاب میں، علامہ موصوف رحمہ اللہ نے ہر باب کے تحت قولی احادیث اور فعلی احادیث کو الگ الگ ذکر کیا ہے۔ اگر اس کتاب ہی کا جائزہ لے لیا جائے تو بیشتر عنوانات کے تحت قولی احادیث کا حصہ مختصر اور فعلی احادیث کا حصہ زیادہ طویل نظر آتا ہے۔ جس سے یہ حقیقت ثابت ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ کی تعلیمات نے روئے زمین پر جو حسین و دلکش انقلاب برپا فرمایا، اس میں زبانی تعلیم کا حصہ کم عملی تعلیم کا حصہ زیادہ ہے۔

تقریر نہیں تاثیر کی ضرورت

آج اگر ہم اساتذہ کی تعلیم، واعظوں کے وعظ اور خطیبوں کی تقریریں نتائج کے اعتبار سے بے جان اور معاشرہ کے عظیم کام کے لیے بے اثر نظر آتی ہیں تو اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ آج ہمارے معلموں، واعظوں اور اسلافوں کے پاس صرف دلکش الفاظ اور خوشنما فلسفے تو ضرور ہیں لیکن ہماری عملی زندگی ان دلکش الفاظ اور خوشنما فلسفوں سے متضاد ہے اور ایسی تعلیم و تربیت نہ صرف یہ کہ کوئی مفید اثر نہیں چھوڑتی۔ بلکہ بسا اوقات اس کا الٹا اثر یہ ہوتا ہے کہ مخاطب شدید ذہنی کشمکش اور فکری انتشار کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ استاد کا بیان کیا ہوا زبانی فلسفہ اور مقرر کی شعلہ بیان تقریریں ایک محدود وقت کے لیے انسانوں کو اپنی طرف متوجہ ضرور کر لیتی ہیں، لیکن جب تک اس کے ساتھ عملی نمونہ نہ ہو تو ان تقریروں سے صرف کان متاثر ہوتے ہیں اور بہت زیادہ ہوا تو عقل ان کی صحت کو تسلیم کر لیتی ہے لیکن دلوں کو متاثر کرنے اور زندگی کی کایا پلٹنے کا عظیم کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک معلم کی تعلیم اور واعظ خود اس کی اپنی زندگی میں مکمل طور پر رچا بسا ہوا نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہمارے معلموں اور واعظوں کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ وہ اس راز کو سمجھ کر نبی کریم ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی صحیح معنی میں پیروی کر سکیں۔ آمین

☆☆☆

پاکستان دنیا کی چھٹی ایٹمی قوت ہے۔ ایک ایٹمی قوت کے حامل ملک کو یہ کہا جائے کہ ہم جب چاہیں گے ڈرون حملہ کر دیں گے تو یہ بڑی توہین آمیز بات ہے۔ لندن میں نواز شریف اور بے نظیر کے درمیان جو میثاق جمہوریت ہوا تھا وہ حقیقت میں میثاق خوردونوش ثابت ہوا۔ لوگ صحیح سمجھتے ہیں کہ عمران خان کی تحریک سے شاید چہرے تو بدل جائیں لیکن نظام نہیں بدلے گا۔ جب تک ہم اپنا نظام قرارداد مقاصد کی بنیاد پر کھڑا نہیں کرتے، اس ملک اور عوام کے مسائل کا حل ہونا ناممکن ہے: ایوب بیگ مرزا

کراچی کے حالات، عمران خان کی ریلیاں اور دھرنے اور پاکستان پر ڈرون حملے کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ” زمانہ گواہ ہے “ میں اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: سندھ میں پیپلز پارٹی کے وزیر اعلیٰ کی ان ہاؤس تبدیلی کی آپ کے خیال میں کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

جواب: سندھ میں گزشتہ 8 سالوں سے پیپلز پارٹی حکومت کر رہی ہے اور صوبے کے حالات بدتر سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ دہشت گردی کے ساتھ ساتھ صحت اور صفائی سمیت دیگر کئی مسائل حل طلب ہیں۔ انتخابات بھی آنے والے ہیں اور یہ بہت برا امیج بنا ہوا ہے کہ پیپلز پارٹی آٹھ سال میں کچھ نہیں کر سکی۔ تو قائم علی شاہ کو قربانی کا بکرا بنا کر عوام کو ایک تاثر دیا گیا ہے کہ اصل میں یہ بوڑھا شخص کچھ نہیں کر پا رہا تھا لہٰذا اب ہم ایک جوان شاہ لے آئے ہیں۔ اب حالات بہتر ہو جائیں گے اور اس تبدیلی کو بنیاد بنا کر اگلے الیکشن میں پی پی پی ووٹ لینے کی کوشش کرے گی۔ یعنی پیپلز پارٹی نے سندھ کے عوام کو ایک نفسیاتی Dose دی ہے۔

سوال: کسی بندے کی نالائقی اور نااہلی کا ایک سال میں پتہ لگ جاتا ہے جبکہ بزرگ شاہ تو آٹھ سال تک اپنے عہدے پر جمے رہے ہیں۔ اگر یہی بات ہوتی تو سندھ کے گورنر کو بھی تبدیل ہونا چاہیے تھا کیونکہ اس کا بھی اپنے عہدے پر قائم رہنا ورلڈ ریکارڈ بن چکا ہے۔ اس طرح اس کی بھی نااہلی ثابت ہوتی ہے؟

جواب: پہلے آصف زرداری پیپلز پارٹی کے متحرک صدر تھے جب سے وہ ملک سے فرار ہوئے اور انہوں نے فوج کے خلاف کچھ باتیں کی ہیں تو بلاول بھٹو کچھ عرصے سے فرنٹ پہ آئے ہیں۔ آپ یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ تبدیلی بلاول بھٹو لے کر آئے ہیں۔ اس اُمید پر کہ وہ لوگوں کو بتائیں کہ میں خود بھی نوجوان ہوں اور ایک نوجوان وزیر اعلیٰ کو سامنے لایا ہوں۔ ہمارے ہاں لیڈروں کی طرف سے ہمیشہ یہ سمجھا گیا ہے کہ عوام تو کالانعام ہیں۔ ان کو جس طرف لگائیں گے میں یہ نہیں کہتا کہ وہ اس میں لازماً کامیاب ہوں گے لیکن بہر حال یہ لوگوں کو مطمئن کرنے کی ایک کوشش ہے۔

سوال: یہ جو تبدیلی ہوئی ہے اس کا تعلق رینجرز کے معاملے کے ساتھ تو نہیں ہے؟

جواب: ظاہراً تو ہے۔ لیکن میرے خیال میں کوئی تبدیلی

مرتب: محمد رفیق چودھری

اس حوالے سے آئے گی نہیں۔ اصل میں اس وقت پیپلز پارٹی پانامہ لیکس کی آڑ میں مرکز سے کچھ مراعات حاصل کرنا چاہتی ہے۔ لہٰذا یہ سب give and take گیم کا حصہ ہے۔

سوال: اس دفعہ رینجرز کا دائرہ کار صرف کراچی تک محدود کر دیا گیا ہے۔ کیا آپ کے خیال میں پیپلز پارٹی قیام امن کے سلسلے میں مخلص نہیں ہے یا وہ رینجرز کے اختیارات کو ایک خاص مقصد کے لیے استعمال کرنا چاہ رہی ہے؟

جواب: آپ کو یاد ہوگا کہ آرمی چیف نے یہ بیان دیا تھا کہ کرپشن اور دہشت گردی کا آپس میں تعلق ہے۔ جب تک یہ تعلق نہیں ٹوٹے گا دہشت گردی ختم نہیں ہوگی۔ اس بنیاد پر جب رینجرز نے کرپشن کے خلاف اقدام شروع کیا تو پیپلز پارٹی ناراض ہوئی۔ لہٰذا اب پیپلز پارٹی رینجرز کو کراچی میں کھلی چھٹی دینے کے لیے تیار ہے لیکن وہی اختیارات وہ اندرون سندھ ان کو دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ کیونکہ کراچی میں رینجرز کے اقدامات سے صرف ایم کیو ایم متاثر ہوگی۔ لیکن یہ بڑی عجیب بات ہے کہ کراچی اور اندرون سندھ نہ صرف ایک ملک کا حصہ ہیں بلکہ ایک ہی صوبے کا بھی حصہ ہیں۔ رینجرز اگر کسی مجرم کو پکڑنے کی کوشش کریں گے اور وہ کراچی سے نکل کر حیدرآباد یا لاڑکانہ چلا جاتا ہے تو رینجرز کے ہاتھ بندھ جائیں گے۔ یہ بڑی مضحکہ خیز صورتحال بنا دی گئی ہے۔ رینجرز کے اقدامات سے دہشت گردی، ٹارگٹ کلنگ، بھتہ خوری میں تقریباً 70 سے 80 فیصد کمی واقع ہوئی ہے۔ جو کہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ رینجرز کو پورے اختیارات دینے چاہئیں۔ لیکن پیپلز پارٹی کا یہ مطالبہ بھی منطقی ہے کہ اگر آپ دہشت گردی کو مالی کرپشن کے ساتھ جوڑتے ہیں تو جنوبی پنجاب میں بھی دہشت گردی ہے اور کرپشن کے ساتھ تو پورا پنجاب اٹا ہوا ہے۔ اگر سندھ میں اس بنیاد پر آپریشن کرتے ہیں تو پھر پنجاب میں بھی ہونا چاہیے۔ یہاں پر آکر آرمڈ فورسز اور اسٹیبلشمنٹ پر ایک سوالیہ نشان لگتا ہے۔

سوال: جس طرح کراچی میں دہشت گردی، بھتہ خوری، ٹارگٹ کلنگ کے واقعات ہوتے تھے اس طرح پنجاب میں نہیں ہوتے۔ کراچی میں ایمرجنسی کی صورتحال ہے۔

جواب: آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن جس طرح ٹیلی ویژن پر ویڈیو چلتی ہے کہ ایک آدمی رشوت لے رہا ہے اور ایک دے رہا ہے۔ اس پر کوئی قدم نہ رینجرز اٹھاتی ہے، نہ حکومت اٹھاتی ہے اور نہ نیب اٹھاتی ہے تو پھر اس پر سوال تو اٹھتا ہے۔ یعنی کم از کم اگر محدود سطح پر ہی کوئی اقدامات کیے جاتے تو پیپلز پارٹی کو اس شکایت کا موقع نہ ملتا۔

سوال: کیا ہمارے ملک میں امن کے لیے رینجرز کو طلب کر لینا ہی واحد حل رہ گیا ہے۔ یہ تو وقتی صورت حال والا معاملہ لگتا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ مسلسل رینجرز ہی رہیں اور معاملہ ٹھیک ہو جائے گا؟

جواب: سندھ میں 8 سالوں سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور ختم ہونے کو نہیں آرہا تو کوئی تو ہو جو اس کو درست کرنے کی کوشش کرے اور رینجرز کی آمد سے کوئی بہتری تو آئی ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ جو صورت حال آج سے پانچ چھ سال پہلے وہاں پیدا ہو چکی تھی وہ کراچی کو کہاں پہنچا دیتی۔ اگر چہ رینجرز کی پکڑ دھکڑ یقیناً علاج نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ اگر سیاسی حکومتیں فعال نہیں ہوں گی اور اپنی ذمہ داری ادا نہیں کریں گی تو اس کا نتیجہ تو پھر یہی نکلے گا۔ اصل میں سارا قصور اس نظام کا ہے جس کی بنیاد پر ہم چل رہے ہیں اور اس کے علاوہ ہمارے سیاسی لوگ جو اس نظام کو چلا رہے ہیں ان کے اس نظام کے ساتھ مفادات وابستہ ہیں۔ لہٰذا وہ اس نظام کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں اور اسی کے گیت گا رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس نظام کو جو صحیح معنوں میں باطل نظام ہے کو زمین بوس کیا جائے۔ لیکن اس سے بھی پہلے ایک اچھا نظام عوام میں متعارف کروایا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی نظام سے بہتر کون سا نظام ہو سکتا ہے۔ اسلامی نظام حقیقت میں نظام عدل اجتماعی ہے۔ اس کے لیے لوگ تیار ہوں۔ اگر لوگوں کے اندر وہ نظام قائم ہو جائے۔ تو یہ تمام مسائل خود بخود حل ہو جائیں گے۔ لہٰذا جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ملک میں اسلام کا نظام آئے تو انہیں اس نظام کو پہلے اپنے اوپر نافذ کرنا چاہیے پھر اس کو پورے ملک میں نافذ کرنے کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

سوال: عمران خان نے ایک مرتبہ پھر تحریک چلانے کا اعلان کیا ہے اور اس کو وہ پھر الٹی میٹم دھرنے تک لے کے جائیں گے۔ عمران خان دیکھ رہے ہیں کہ یہاں پر دو پارٹیوں کی باریاں لگی ہوئی ہیں۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ ملک کہاں جارہا ہے کس طرح اس کے حالات خراب ہو رہے ہیں اور کوئی شنوائی نہیں ہو رہی ہے۔ اسی طرح طاہر القادری بھی تحریک قصاص لے کر نکل رہے ہیں۔ کیا ان لوگوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی اور آپشن ہے کہ وہ احتجاج نہ کریں تاکہ امن عامہ کی صورت حال خراب نہ ہو؟

جواب: یہ بات تو اپنی جگہ صد فیصد درست ہے کہ لندن میں نواز شریف اور بے نظیر کے درمیان جو میثاق جمہوریت ہوا تھا وہ حقیقت میں اب میثاق خورد ونوش ثابت ہوا اور وہ مفاہمت یہ ہے کہ جب ہم حکومت میں ہوں گے تو آپ نہیں بولیں گے چاہے ہم جو بھی کریں اور جب آپ ہوں گے تو ہم نہیں بولیں گے۔ اس کا عملی نمونہ تو ہم نے دیکھ لیا کہ الیکشن سے قبل جو کہا جا رہا تھا کہ ہم پیپلز پارٹی والوں کے پیٹ پھاڑ کر کرپشن کا پیسہ نکالیں گے اور انہیں زمین پر گھسیٹیں گے لیکن حکومت میں آنے کے بعد ان کے ساتھ جس طرح کا تعاون ہو رہا ہے۔ لہٰذا یہ بات بالکل درست ہے کہ واقعتاً ایک میثاق خورد ونوش چل رہا ہے۔

سوال: زرداری کے دور میں ہمیں لوٹ مار تو نظر آتی تھی لیکن ن لیگ کے دور میں ہمیں کچھ کام بھی ہوتے نظر آرہے ہیں کیا ہم دونوں کو برابر گردان سکتے ہیں؟

جواب: اسٹریٹجی میں فرق ہے۔ آصف زرداری کا معاملہ یہ تھا کہ وہ ہر چھوٹے بڑے معاملے میں حصہ چاہتے تھے۔ ہر روز کوئی واردات ہوتی تھی۔ لیکن موجودہ حکومت اس طرح کی حکمت عملی نہیں رکھتی۔ یہ میری رائے ہے اور وہ غلط بھی ہو سکتی ہے کہ اگر کرپشن کی وارداتوں کا شمار کیا جائے تو آصف زرداری موجودہ حکمرانوں سے کئی گنا آگے ہوں گے لیکن اگر کرپشن کا حساب لگایا جائے تو موجودہ حکمران زرداری سے کئی گنا آگے ہوں گے۔ یعنی آصف زرداری سو وارداتوں میں اتنی کرپشن نہیں کر سکے ہوں گے جتنی کرپشن موجودہ حکمرانوں نے دو تین وارداتوں میں کی ہوگی۔ (یعنی سو سنار کی ایک لوہار کی)۔

> ضرورت اس امر کی ہے کہ اس نظام کو جو صحیح معنوں میں باطل نظام ہے کو زمین بوس کیا جائے۔ لیکن اس سے بھی پہلے ایک اچھا نظام عوام میں متعارف کروایا جائے۔

سوال: آپ اس کی کوئی مثال دے سکتے ہیں؟

جواب: مثال کے طور پر یہ ابھی تک کسی صورت میں میٹرو بس منصوبے کا حساب دینے کو تیار نہیں ہو رہے۔ حالانکہ اس سے کم لاگت پر خیبر پختونخوا میں میٹرو بس منصوبہ زیر تکمیل ہے۔ لہٰذا ان کے میٹرو بس منصوبوں میں بھی کرپشن دکھائی دیتی ہے۔ اسی طرح LDA ہاؤس کو جو آگ لگی تھی تو کیا وہ بلا وجہ لگی تھی؟ بہرحال ایک بات تو طے ہے کہ میثاق جمہوریت کے تحت دو بڑی سیاسی پارٹیوں نے باریاں لگائی ہوئی ہیں۔ ان کے خلاف عمران خان کھڑا تو ہوا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی صرف چہرے بدلنا چاہتا ہے، وہ نظام بدلنے کے موڈ میں نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا جو احتجاجی انداز ہے اس کے ذریعے نظام بدلا جا سکتا ہی نہیں۔ جب آپ اپنے دائیں بائیں ایسے لوگوں کو کھڑا کر دیں گے جو پرانے نظام میں لوٹ کھسوٹ میں شریک تھے تو وہ نئے نظام کو کس طرح کامیاب ہونے دیں گے۔ اگر چہ بذات خود عمران خان کا دامن کرپشن سے صاف ہے لیکن سیاسی مصلحتوں کے تحت انہوں نے بعض ایسے لوگوں کو بھی قبول کیا ہے جن کا دامن داغدار ہے۔ لہٰذا لوگ صحیح سمجھتے ہیں کہ عمران خان کی تحریک کے نتیجے میں چہرے تو شاید بدل جائیں لیکن نظام نہیں بدلے گا۔ جبکہ عوام اس نظام کے ڈسے ہوئے ہیں۔ جب تک یہ ظالمانہ نظام رہے گا عوامی سطح پر فلاح و بہبود کا کوئی کام اور بہتری کا امکان ناممکن ہے۔

سوال: یہی نظام دنیا کے بیشتر ممالک میں رائج ہے، وہاں وہ مسائل کیوں نہیں پیدا ہو رہے جو پاکستان میں پیدا ہو رہے ہیں؟

جواب: ہمارا معاملہ دنیا سے مختلف ہے۔ خطۂ ہندوستان ہندوؤں کے نزدیک اتنا مقدس تھا کہ گویا ان کے لیے یہ خطہ گاؤ ماتا کا درجہ رکھتا تھا۔ ہم نے ان کی گاؤ ماتا کو اس طرح کاٹ ڈالا جس طرح کیک کاٹتے ہیں۔ صرف اس بنیاد پر کہ ہم علیحدہ خطے میں اسلام کا نظام عدل قائم کریں گے۔ پھر 1949ء میں قرارداد مقاصد بھی پاس ہوگئی لیکن پھر ہماری ٹرین پٹڑی سے اُتر کر الٹی سمت چلنا شروع ہوگئی اور ہم اس نظام سے دور ہوتے چلے گئے جس کے لیے ہم نے پاکستان بنایا تھا۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہم ذلت و رسوائی کا شکار ہیں اور اسی وجہ سے آج ہمارا ملک سیاسی، معاشی اور معاشرتی لحاظ سے تنزلی کا شکار ہے۔

سوال: آپ کے مطابق جب تک نظام نہیں بدلے گا تبدیلی نہیں آئے گی۔ عمران خان اس مشن کو تو لے کر نہیں چل رہے لیکن KPK میں جہاں ان کی حکومت ہے وہاں بظاہر نظر آرہا ہے کہ وہ بہتری کی کوشش کر رہے ہیں۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ عمران خان اس صوبے کو ماڈل بنا کر دکھائیں اور پھر کہیں کہ پورے پاکستان میں اگر اس طرح کا ماڈل چاہتے ہو تو تحریک انصاف کو منتخب کرواور ساتھ ہی اپنی جماعت سے کرپٹ عناصر کو بھی نکال دیں اور لوگوں میں یہ آگاہی پیدا کریں کہ جب تک یہ نظام ٹھیک نہیں ہوگا اس وقت تک اس فرسودہ نظام سے خیر برآمد نہیں ہوگی۔

جواب: آپ ان کے کام کو دو طرفہ انداز سے دیکھ سکتے ہیں۔ عمران خان کو تحریک پاکستان اور قرارداد مقاصد کی بنیاد پر کام کرنا چاہیے تھا اور ان کو وہ لائن اختیار کرنی چاہیے تھی جس سے نظام کو بدلا جا سکتا۔ دوسری طرف خیبر پختونخوا پر بھی وہ اپنے آپ کو پوری طرح فوکس نہیں کر سکے۔ اگر وہ صرف اتنا ہی کر سکتے تو سیاسی سطح پر وہ کافی حد

تک کامیاب ہوسکتے تھے۔ لہٰذا جو صورت حال میں دیکھ رہا ہوں اس کے مطابق وہ نہ ادھر کو جارہے ہیں نہ ادھر کو جارہے ہیں۔

سوال: کرپٹ لوگ اگر تبدیل بھی ہوجائیں تو ان کی جگہ اور کرپٹ آجائیں گے۔ ہر ایک کا دامن داغدار ہے اور آئین کی شق 62،63 پر تو پورا اُترتا ہی کوئی نہیں رہا؟

جواب: جہاں تک آئین کا تعلق ہے تو اس وقت ملک میں بالفعل نہ آئین ہے اور نہ ہی جمہوریت ہے۔ یعنی آئین کو بھی اپنی سیاست، اپنے سیاسی مفادات اور اپنی لوٹ مار کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر آئین کی شق 2 میں صاف صاف لکھا گیا ہے کہ ریاست کا مذہب اسلام ہوگا۔ لیکن یہاں پر سیکولرازم کا نظام چل رہا ہے۔

سوال: لیکن ایسا تو نہیں ہے کہ یہاں کافروں کی حکومت ہے۔ مذہبی طور پر سب مسلمان ہیں اور ریاست کا مذہب اسلام ہے۔ اگر آپ سطحی طور پر دیکھیں تو سب ٹھیک ہے؟

جواب: دیکھیے! یہاں کسی فرد کی بات نہیں ہورہی۔ جب آئین میں لکھا جاتا ہے کہ ریاست کا مذہب اسلام ہوگا تو اس کا مطلب ہے کہ یہاں نہ تو کوئی غیر اسلامی قانون بن سکتا ہے اور نہ ہی غیر اسلامی کام ہوسکتا ہے۔ اسی طرح دفعہ 31 میں باقاعدہ یہ لکھا ہوا ہے کہ حکومت پاکستان کا فرض ہوگا کہ وہ لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرے، قرآن کی تعلیمات سے آگاہ کرے۔ لوگوں کو عربی اتنی سکھائے کہ لوگ اپنی آنکھوں سے یعنی بغیر ترجمے کے قرآن پاک کو پڑھ سکیں، سمجھ سکیں اور اس پر عمل کرسکیں۔ کیا حکومت ایسے کوئی اقدامات کررہی ہے؟ حکمرانوں کو جہاں کوئی فائدہ یا مفاد حاصل ہوتا ہو وہاں ان کو آئین یاد آجاتا ہے اور جہاں ان کا سیاسی فائدہ نہ ہو یا آئین ان کی نفسانی خواہشات کے ساتھ تصادم میں ہو تو یہ آئین کو پاؤں تلے روند دیتے ہیں۔ لہٰذا یہاں آئین کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

سوال: کچھ دن پہلے سی آئی اے کے چیف نے یہ کہا تھا کہ ہم جب چاہیں پاکستان پر ڈرون حملہ کرسکتے ہیں اور ہمیں اس کے لیے کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے ملک کی فوج دنیا کی بہترین فوجوں میں شمار ہوتی ہے، ہمیں اس پر فخر ہے۔ لیکن اسے اس طرح کا جملہ سننا پڑے تو اس کا کیا ردعمل ہونا چاہیے؟ اس حوالے سے آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: آپ نے بڑی صحیح بات کہی ہے کہ پاکستان کی فوج دنیا کی بہترین افواج میں سے ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ایک اور چیز کا اضافہ کر دیجیے کہ پاکستان دنیا کی چھٹی ایٹمی قوت بھی ہے۔ ایک ایٹمی قوت کے حامل ملک کو یہ کہا جائے کہ ہم جب چاہیں گے ڈرون حملہ کر دیں گے تو یہ بڑی توہین آمیز بات ہے۔ البتہ میں یہ کہوں گا کہ اس دفعہ بلوچستان میں ڈرون حملہ کے بعد جو ردعمل فوج کی طرف سے آیا ہے اور آرمی چیف نے جو سخت بیان دیا تھا اور اس کے بعد جس طرح کچھ امریکن بھاگے بھاگے پاکستان آئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سی آئی اے چیف کی یہ بات "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مترادف ہے۔ میں آپ کے پروگرام کی وساطت سے آرمی چیف اور فوج کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اگر آج آپ نے سٹینڈ نہ لیا تو گویا آج ڈرون حملے برداشت کررہے ہیں کل امریکہ

> جہاں مفاد کی بات ہو وہاں حکمرانوں کو آئین یاد آجاتا ہے اور جہاں آئین ان کی نفسانی خواہشات کے ساتھ متصادم ہو وہاں یہ آئین کو پاؤں تلے روند دیتے ہیں۔

کے زمینی بوٹس کو بھی قبول کرلیں گے کیونکہ امریکہ حالات اس طرح کے بنا دے گا۔ امریکہ پاکستان سے یہ سلوک اس لیے کررہا ہے کہ اس نے معاشی طور پر پاکستان کو غلام بنالیا ہے۔ فوج کے سازوسامان کا معاملہ بھی امریکہ کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ معاشی طور پر ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے قابل نہیں ہیں۔ اگر یہ سلسلہ بڑھتا چلا گیا تو پھر فوج کے بس کی بات بھی نہیں ہوگی کہ وہ امریکہ کو روک سکے۔ لیکن ابھی وقت ہے۔ اگر سی آئی اے چیف نے اس طرح کی توہین آمیز بات کی ہے تو حالات اور نتائج کی پرواہ کیے بغیر اس کو جواب یہ جانا چاہیے کہ اگر امریکی ڈرون نے آئندہ پاک سرزمین کا رخ بھی کیا تو سلامت واپس نہیں جاسکے گا بلکہ وہ اسی زمین میں دفن ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ فوج نے اور راحیل شریف نے سیاست سے باہر رہ کر جس طرح کا اپنا امیج بنالیا ہے اگر وہ عملی طور پر CIA چیف کی دھمکی پر خاموشی اختیار کرتے ہیں تو ان کے امیج کو بھی نقصان پہنچے گا اور فوج نے اپنی جو ساکھ عوام میں بنائی ہوئی ہے وہ بھی متاثر ہوگی۔

سوال: چائنہ اور امریکہ کے درمیان دشمنی کی خلیج بڑھتی چلی جارہی ہے۔ ان حالات میں خاص طور پر پاک چائنہ کوریڈور کا کام بھی جاری ہے جس کی محافظ اور نگران پاک فوج ہے۔ اس لحاظ سے اب پاک فوج کو امریکہ کے خلاف سٹینڈ لینا انتہائی ضروری ہوگیا ہے؟

جواب: بالکل ضروری ہوگیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم سٹینڈ لیں گے تو پھر کوئی ہماری مدد کو بھی آئے گا لیکن اگر ہم خود ہی سٹینڈ نہ لے سکیں تو پھر ہماری مدد کو کون آئے گا؟

سوال: پوری دنیا میں امریکہ کی سب سے بڑی ایمبیسی اسلام آباد میں ہے اور مرکز کے عین اندر بنادی گئی ہے۔ کیا ہماری فوج کو اس کا ادراک ہے کہ ہم کتنا بڑا خطرہ مول لے رہے ہیں۔ یہ ایمبیسی کس مقصد کے لیے بنائی گئی ہے؟

جواب: آپ نے بہت اہم چیز کی نشاندہی کی ہے۔ کوئی پیشن گوئی کرنے سے پہلے آپ امریکہ کی تاریخ دیکھیں۔ اس نے جہاں کہیں بھی بڑا سفارتخانہ بنایا ہے وہاں وہ کوئی نہ کوئی بربادی لے کر آیا ہے۔ اس سے پہلے عراق میں امریکہ کا بہت بڑا سفارتخانہ بنا تھا۔ امریکہ کی تاریخ ہے کہ اگر اس نے کسی ملک کے خلاف کوئی گھناؤنا کھیل کھیلنا ہو تو وہاں وہ اپنا سفارتخانہ بہت بڑا بناتا ہے جو کہ جنگی عزائم کی بنیاد پر بنتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ عسکری قیادت اس کا کچھ ادراک رکھتی ہے کہ پاکستان کے بارے میں امریکی عزائم انتہائی گھناؤنے ہیں۔ اسلام آباد میں اس سفارت خانے کے علاوہ کچھ مکانات بھی حاصل کیے گئے تھے جن کا کرایہ ڈالروں میں ادا ہوتا تھا۔ ان کے بارے میں اطلاعات آئی ہیں کہ انہیں خالی کرالیا گیا ہے۔ یہ سفارت خانہ پیپلز پارٹی کے دور میں بنا تھا لیکن اب اس حوالے سے کچھ بہتری آئی ہے۔

> قارئین پروگرام "زمانہ گواہ ہے" کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

تنظیمی اطلاعات

حلقہ کراچی وسطی کی مقامی تنظیم "گلستان جوہر II" میں ڈاکٹر محمد رفیع رضا کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ کراچی وسطی کی جانب سے مقامی تنظیم گلستان جوہر II میں تقرر امیر کے لیے اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 28 جولائی 2016ء میں مشورہ کے بعد ڈاکٹر محمد رفیع رضا کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ اسلام آباد کی مقامی تنظیم "چک شہزاد" میں محمد نواز خان کا بطور امیر تقرر

امیر حلقہ اسلام آباد کی جانب سے مقامی تنظیم چک شہزاد میں تقرر امیر کے لیے اپنی تجویز اور رفقاء کی آراء کی روشنی میں امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 28 جولائی 2016ء میں مشورہ کے بعد محمد نواز خان کو مقامی تنظیم کا امیر مقرر فرمایا۔

ہم اللہ کے شدید عذاب سے کیسے بچیں!

ریاض احمد ملک

اگر ہم اہل پاکستان اپنے انفرادی اور اجتماعی اعمال کا محاسبہ کریں تو یہ حقیقت عیاں ہوگی کہ ہمارے اکثر اعمال اللہ کی ناراضگی اور غیظ وغضب کو دعوت دینے والے ہیں۔ ہماری بداعمالیوں کی فہرست تو بہت طویل ہے۔ چند مثالیں دیکھیے:

ہوسِ زر

مال ہڑپ کرنے کا کینسر اُوپر سے لے کر نیچے تک پھیل چکا ہے۔ حصہ بقدر جثہ مثلاً سرے محل، سوس بینکوں میں اکاؤنٹس، اسلام آباد، لاہور، کراچی، دبئی اور دوسرے ممالک میں محلات، پلازے، جائیدادیں۔ یہ تو اُوپر والوں کی مثالیں ہیں۔ نیچے بھی حسبِ موقعہ، ہر طبقہ کرپشن کا رسیا۔ لاکھوں کروڑوں کا غبن۔

جنسی بے راہ روی

انتہائی کم عمر (2 تا 8 سال) بچوں اور بچیوں کی آبروریزی اور پھر پکڑے جانے کے خوف سے ان بچوں کا قتل۔ ہر بڑے شہر میں بڑھتی ہوئی وارداتیں۔

شرم وحیا کا فقدان

ٹی وی پر بالخصوص اور نتیجۃً معاشرے میں بالعموم بے حیائی عریانی اور فحش حرکات والے ناچ گانے، اِکٹھے مردوزن ان سب میں شامل۔ بے دھڑک دکھائے جارہے۔ مغربی اور ہندوستانی فلمی فنکاروں کی نقالی میں یہ چیزیں فخریہ پیش کی جاتی ہیں۔

غذائی ملاوٹ

گدھوں، کتوں، مردہ مرغیوں کا گوشت کھلایا جارہا ہے۔ اشیائے خوردونوش میں غلیظ ترین چیزوں میں ملاوٹ کی جارہی ہے۔

ہمارے مندرجہ بالا اور دیگر کرتوتوں کی پاداش میں ہی اللہ تعالیٰ نے وارننگ، آزمائش کے لیے زلزلوں، سیلابوں، دہشت گردی اور قتل وغارت سے دوچار کیا ہوا ہے تاکہ ہم سنبھل جائیں۔ عبرت پکڑیں اور اپنے اعمال کی اصلاح کرلیں۔ اگر ہم اب بھی باز نہ آئے تو قوی امکان ہے کہ وہ ہمیں ''شدید عذاب'' میں مبتلا کردے جیسے ماضی میں نافرمان اقوام کو کیا۔ لہٰذا اس ممکنہ ''عذاب'' سے بچنے کے لیے ہمیں مندرجہ ذیل اقدامات کرنا ہوں گے:

1۔ توبہ

حکومتی اور عوامی سطح پر ''اجتماعی توبہ'' کرنی ہوگی اور اپنی مندرجہ بالا اور دیگر لغزشوں اور گناہوں سے دلی ندامت اور شرمساری کے احساس کے ساتھ مستقبل میں ان حرکتوں سے باز رہنے کا عزم اور وعدہ کرنا ہوگا۔ اس عمل کو قرآن پاک میں ''تَوبَۃَ النَّصُوح'' کہا گیا ہے۔ اللہ ہماری توبہ قبول کرے۔

2۔ استغفار

اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے رہنا اللہ کے عذاب کو ٹالنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ بشرط کہ خلوصِ نیت اور صدقِ دل سے استغفار کریں۔

رسول اللہ (ﷺ) روزانہ ستر سے سو مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے تو ہم گناہ گاروں کو تو کہیں زیادہ مرتبہ روزانہ استغفار کرنے کی ضرورت ہے۔

3۔ صبر

تنگدستی: بیماری، جان و مال کا نقصان اور حالت خوف میں صبر سے کام لینے کی اللہ نے تاکید کی ہے اور قرآں میں کہا ہے کہ میں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہوں۔

لہٰذا ہمیں جو آزمائشی آفات درپیش ہیں انہیں صبر سے جھیلنا ہوگا۔

4۔ شکر

اللہ کی عطا کردہ ان گنت نعمتوں مثلاً صحت، مال، اولاد، رزق، گھر وغیرہ کا کثرت سے شکر ادا کرنا اللہ پسند فرماتا ہے اور شکر کرنے والے کو مزید انعامات بخشتا ہے۔ جبکہ ناشکری اللہ کے عذاب کا باعث بنتی ہے۔ (قرآن)

5۔ زہدوتقویٰ

اللہ تعالیٰ پوری کائنات کا خالق ومالک ہے، ہماری یہ زمین تو ایک بہت ہی چھوٹا حصہ ہے کل کائنات کا۔ سو اللہ تعالیٰ کو واحد اعلیٰ ترین اور عظیم ترین حاکم مان کر اُس کے تمام احکامات پر عمل کرنا ہم پر لازم ہے اور اسی طرح احکامات الٰہی کی نافرمانی باعث عذاب ہے۔ اعمال صالح باعث رحمت اور بخشش بنتے ہیں اور بداعمال اللہ کے قہر وغضب کا سبب ہوتے ہیں۔

6۔ رسول کریم ﷺ کی پیروی: نبی ﷺ ہمارے لیے بہترین نمونہ (آئیڈیل، رول ماڈل) ہیں۔ اُن کی عادات واخلاق اور روزمرہ کے معمولات کو عملاً اپنا کر ہم اللہ کی محبت حاصل کر سکتے ہیں۔ اتباع رسول ﷺ دنیوی و اُخروی زندگی میں کامیابی کی چابی ہے اور عذاب الٰہی سے بچنے کا ذریعہ بھی۔ بقول اقبال ؒ

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

7۔ حکمرانوں کے کرنے کا کام

(ا) تاجروں، صنعت کاروں اور موبائل فون کمپنیوں کو اپنی مصنوعات اور اشیاء مہنگی اور زیادہ فروخت کرنے کی خاطر اپنے اشتہاروں میں نیم عریاں نوجوان مسلمان لڑکیوں کی تصاویر اور مخلوط رقص جو بے حیائی اور شرمناک حرکات سے لبریز ہوتے ہیں، ٹی وی چینلز پر دکھانے سے فی الفور روک دیا جائے۔ یہ نوجوان نسل کو بے راہ روی کی طرف دھکیل کر عذاب الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔

(ب) ہمارا عدالتی نظام دہشت گردوں، اغوا کاروں، بھتہ خوروں اور ٹارگٹ کلرز کو عدم شہادت کی بنا پر سزا دینے سے قاصر رہا ہے اور یہ ضمانت پر رہائی پا کر دوبارہ اپنا سابقہ دھندا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے تمام مجرموں کو بلا امتیاز فوجی عدالتوں کے سپرد کیا جائے۔ اس کے علاوہ عدالتوں سے سزائے موت یافتہ قیدیوں کو پھانسی دینے کا عمل تیز تر کیا جائے۔ کم ازکم 10 قاتل روزانہ لٹکائے جائیں گے تب جا کر تین سال میں کہیں یہ ختم ہوں گے۔

(ج) مغربی اور ہندوستانی معاشرتی اور ثقافتی نقالی کرنے سے ٹی وی کو روک دیا جائے۔ اسلامی معاشرے کا امتیاز ''حیا'' ہے اور مغربی معاشرے ''حیا'' سے مکمل طور پر عاری ہیں۔ وہاں شادی بیاہ کا تصور تقریباً ناپید ہو چکا ہے۔ نئی نسل کی اکثریت نہیں جانتی کہ اُن کا باپ کون ہے! ہمیں اپنے نوجوان بیٹوں اور بیٹیوں کو ایسی بے حیائی سے محفوظ رکھنے کے لیے ٹی وی کا قبلہ درست کرنا اشد ضروری ہے۔

وزیر اطلاعات "پیمرا" کو اس بارے فوری احکام جاری کریں اور عملدرآمد یقینی بنائیں۔

(د) جس مقصد کی خاطر علامہ اقبال اور قائداعظم نے اپنی سعی انتھک اور تائید ایزدی سے پاکستان بنایا تھا اُس مقصد کو عملی جامہ پہنایا جائے جو کہ گزشتہ 68 سالوں میں نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے" دین سے مراد مکمل ضابطہ حیات اور پورا طرز بود و باش ہے۔ پاکستان بننے سے پہلے ایک نعرہ ہر مسلمان کی زبان پر ہوتا تھا یعنی "پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ" مگر پاکستان بننے کے بعد اس مطلب' کو عملی طور پر نہ اپنایا گیا۔ لہٰذا اب اللہ کے فرمان کے مطابق اللہ کا پسندیدہ دین اسلام، پاکستان میں عملاً نافذ کیا جائے جس کی بہترین صورت "نظام خلافت" کا قیام ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں مدینہ شریف میں یہی نظام انہوںؐ نے قائم کیا تھا اور اُن کیؐ وفات کے بعد بھی باری باری چاروں صحابہ کرامؓ نے خلافت راشدہ، ہی کا نظام جاری رکھا۔ ان بزرگ چاروں اصحاب کی وفات کے بعد بھی نظام خلافت کسی نہ کسی صورت میں 1924ء تک قائم رہا جب خلافت عثمانیہ کا ترکی میں قائم نظام برطانیہ کے دباؤ، ریشہ دوانیوں کے باعث کمال اتاترک نے ختم کر دیا۔ اُس وقت متحدہ ہندوستان کے مسلمانانِ ہند نے اس ختم خلافت کی شدید مخالفت میں "تحریک خلافت" چلائی۔ تُرک بھائی اور حکمران اس تحریک چلانے کی آج تک تعریف کرتے ہیں۔

لہٰذا خلافت کے اس تاریخی پس منظر کی روشنی میں اور اللہ اور رسول کی خوشنودی اور رحمتوں کے حصول کی خاطر ہم پر لازم ہے کہ ہم پاکستان میں جو کہ اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا، نظام اسلام یعنی "خلافت راشدہ" کی طرز پر "نظام خلافت" اس ملک میں نافذ کریں۔

"خلافت" کے لفظ سے ہمارا لبرل، ماڈرن، سیکولر طبقہ بوجوہ بدکتا ہے۔ ایسا صرف مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے اس طبقے کو سمجھنا چاہیے کہ خلافت کا مطلب ہے نیابت یعنی اللہ کے نائب ہونے کے ناطے اللہ کے احکام کو نافذ کرنا، اُس کے احکام کی تعمیل کروانا۔ آدمؑ کی تخلیق سے پہلے اللہ نے فرشتوں کو کہا: "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً" یعنی "میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں"۔ مطلب یہ کہ میں آدمؑ کو زمین پر اپنا خلیفہ یعنی نائب بنا کر بھیجنے والا ہوں جو کہ میرے احکام کو وہاں نافذ کرے۔ لہٰذا قیام خلافت اللہ تعالیٰ کا اوّلین نظام حکومت ہے جو اُس نے نسل انسانی کی آفرینش سے پہلے ہی طے کر رکھا تھا۔ یہ لبرل طبقہ اس ازلی حقیقت کو ٹھنڈے دل و دماغ سے سوچنے سمجھنے کی کوشش کرے۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ عراق کی حالیہ خلافت 'داعش یا (ISIS) امریکہ کی پیداوار ہے جو اُس نے مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کو قتل اور تباہ و برباد کرنے کے لیے تیار کی ہے۔ "خلافت" کے نام کو بدنام کرنے کی اور مسلم دُنیا پر ظلم و بربریت جاری رکھنے کا ایک عیارانہ حربہ ہے۔ امریکہ خود تو عراق، افغانستان، پاکستان، لیبیا، سوڈان، شام پر بمباری اور فوج کشی کر کے ہزاروں نہیں لاکھوں مسلمان شہید کر چکا ہے۔ مگر اب اُس نے اپنے ساتھ روس، برطانیہ اور فرانس کو بھی شام پر حملوں میں شامل کر لیا ہے۔

لہٰذا حکمرانوں پر لازم ہے کہ اس ملک کو اللہ تعالیٰ کے "شدید ترین عذاب" سے بچانے کے لیے پاکستان میں "نظام خلافت" قائم کرنے کا اعلان کریں اور "خلافت راشدہ" کے طرز حکومت پر عمل پیرا ہو کر ہر شعبہ زندگی میں اللہ کے احکام کے مطابق عدل وانصاف کا نفاذ کریں۔

آخر میں نہایت اہم نکتہ: سودی نظام کا مکمل خاتمہ!

قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "سود کھانے والے کے خلاف اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کا اعلانِ جنگ ہے" تو کیا ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر اس اعلان جنگ کے متحمل ہو سکتے ہیں؟ ہم سب جانتے ہیں کہ سود حرام ہے مگر پھر بھی ہمارے ملک کا پورا معاشی نظام سودی معیشت پر اُستوار ہے۔ انفرادی سطح پر بھی بہت سے لوگ سودی لین دین میں مبتلا ہیں۔ اس لیے حکومت کا فرض ہے کہ اس ملک سے سود کا مکمل طور پر خاتمہ کرے اور متبادل شرعی نظام معیشت کا نفاذ کرے۔

☆☆☆

دعائے صحت

☆ حیدرآباد، لطیف آباد کے مبتدی رفیق محترم محمد امجد چودھری کی والدہ بیمار ہے اور ہسپتال میں زیر علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم ایم فل بیالوجی، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ رابطہ: 0333-4109942
(042)35400067

☆ لاہور میں رہائش پذیر جٹ فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 30 سال، تعلیم ایم ایس سی ایگریکلچرل سائنس، کے لیے دینی مزاج کی حامل تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0333-4109942
(042)35400067

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے حافظ قرآن، انجینئر برسرروزگار بیٹے، عمر 30 سال کے لیے پڑھی لکھی شرعی پردہ کرنے والی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0323-4461560

☆ گجرات میں رہائش پذیر فیملی کی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم مڈل، دیندار، امور خانہ داری میں ماہر کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار فرد کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0331-5388750

☆ آرائیں فیملی کو بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم ایم فل، دراز قد کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0302-4657757
(صبح 8 تا 10 بجے اور شام 4 تا 6 بجے)

دعائے مغفرت کی اپیل

☆ امیر تنظیم اسلامی کے تایا جان مرحوم اظہار احمد قریشی کے جواں سال پوتے عزیزم عزیر یعقوب اظہار قضائے الٰہی سے وفات پا گئے

☆ حلقہ کراچی، قرآن اکیڈمی کے رفیق منیر احمد خان کے والد وفات پا گئے

☆ جنوبی پنجاب شجاع آباد کے ملتزم رفیق رانا حق نواز کی اہلیہ وفات پا گئیں

☆ بہاولپور کے مبتدی رفیق محمد افضل کے والد وفات پا گئے

☆ بہاولپور کے رفیق غلام فرید کی ہمشیرہ وفات پا گئیں

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

قرآن مجید کو عصری تعلیمی نصاب میں شامل کرنا:
حکومت پاکستان کا مستحسن فیصلہ

ڈاکٹر ضمیر اختر خان
zamirakhtarkhan@yahoo.com

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے 1973ء کے دستور کی دفعہ 2 میں واضح طور پر لکھا ہے کہ اسلام پاکستان کا ریاستی مذہب ہوگا اور آئین کی دفعہ 31 میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ مسلمانان پاکستان کو قرآن وسنت کے مطابق زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کیے جائیں گے۔اس کے لیے قرآن اور اسلامی تعلیمات کو لازمی قرار دیا جائے گا۔عربی سیکھنے کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔یہ 2016ء ہے۔اکتالیس سال گزر گئے ،اس دستوری تقاضے کو پورا نہیں کیا گیا۔اس رویے کو کیا نام دیا جائے یہ ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

موجودہ حکومت نے حال ہی میں قرآن مجید کو عصری تعلیمی اداروں کے نصاب میں شامل کرنے کا اعلان کیا ہے۔ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حکومت کو اپنے اس اعلان کی لاج رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔یقیناً یہ ایک مستحسن فیصلہ ہے اور اس پر عمل درآمد کر کے حکومت اپنا فرض ادا کرے گی۔اس کارخیر میں وزیر مملکت برائے تعلیم محترم بلیغ الرحمٰن بھرپور دلچسپی لے رہے ہیں۔اس ضمن میں انہوں نے کراچی کے ایک ادارے ’’علم فاؤنڈیشن‘‘ کے تیار کردہ نصاب ’’مطالعۂ قرآن حکیم برائے طلبہ و طالبات‘‘ کو جائزے/ارائے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل کو بھیجا ہے۔کونسل سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ اس نصاب کا تنقیدی جائزہ لے کر اس کے عملی نفاذ کے لیے سفارشات حکومت کو پیش کرے۔

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کونسل کے چیئرمین جناب مولانا محمد خان شیرانی بھی قرآن مجید کو عصری نظام تعلیم میں شامل کرنے کے زبردست حامی ہیں۔انہوں نے متذکرہ بالا مجوزہ نصاب کو مطالعے اور جائزے کے لیے کونسل کے ممبران کو ارسال کیا اور ان سے کہا کہ 2 اگست 2016ء کو شروع ہونے والے کونسل کے اجلاس میں اپنی تحقیقی وتنقیدی آراء پیش کریں۔چنانچہ 2 اگست کے اجلاس میں معزز ممبران کونسل میں سے تین حضرات جناب عبداللہ، مفتی امداد اللہ اور پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز نے اپنی اپنی آراء تحریری صورت میں پیش کیں۔تینوں معزز ارکان نے مجوزہ نصاب کی عمومی طور پر تعریف کی اور علم فاؤنڈیشن کی محنت کو سراہا۔البتہ تینوں حضرات نے مجوزہ نصاب میں بعض چیزوں کے اضافے ،بعض میں ترامیم اور بعض عبارات کو بہتر کرنے کی جامع اور قابل عمل تجاویز پیش کیں۔

ان حضرات کی تجاویز کو اجلاس میں باقاعدہ حرفاً حرفاً پڑھا گیا اور تمام ارکان کونسل نے اپنی اپنی اتفاقی یا اختلافی آراء کا برملا اظہار کیا۔دوران گفتگو ایک رائے یہ بھی سامنے آئی کہ کونسل جید علماء کرام پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دے جو مجوزہ نصاب پر تفصیلی غور وخوض کر کے حتمی سفارشات کونسل کے فیصلے کے لیے پیش کرے۔اس حوالے سے چیئرمین صاحب کا موقف یہ تھا کہ فی الحال حکومت کو قرآن مجید کو شامل نصاب کرنے کے لیے سفارش کی جائے البتہ علم فاؤنڈیشن کو کہا جائے کہ وہ اپنے مرتب کردہ نصاب میں ارکان کونسل کی مجوزہ اصلاحات کو شامل کریں تاکہ یہ مزید بہتر اور نقائص سے پاک ہو سکے۔

اجلاس کے آغاز میں جناب شجاع الدین شیخ، ڈائریکٹر علم فاؤنڈیشن، نے مطالعۂ قرآن حکیم برائے طلبہ وطالبات کے حوالے سے تفصیلات پیش کیں۔انہوں نے کونسل کو بتایا کہ مکمل نصاب سات حصوں پر مشتمل ہوگا جبکہ فی الحال چار حصے تیار ہو چکے ہیں۔پہلے چار حصوں میں تمام مکی سورتیں مکمل ہوں گی اور بقیہ تین حصوں میں مدنی سورتیں مکمل کی جائیں گی۔اس طرح کل سات حصوں میں یہ نصاب مکمل ہوگا۔اس وضاحت کے باوجود معزز ارکان نے اعتراض کیا کہ مدنی سورتیں شامل نہ کرنے سے شکوک وشبہات پیدا ہوتے ہیں۔محترم ڈاکٹر نور احمد شاہتاز نے کسی قدر تلخ لہجے میں اس شک کا بھی اظہار کر دیا کہ کہیں یہ پوری سکیم بیرونی ایجنڈے پر عمل درآمد کے لیے تو تیار نہیں کی گئی۔اسی طرح ایک دوسرے رکن جناب مولانا زاہد قاسمی نے بھی آیات جہاد کے مجوزہ نصاب میں شامل نہ ہونے کو ہدف تنقید بنایا حالانکہ جناب شجاع الدین شیخ نے پہلے ہی وضاحت کر دی تھی کہ یہ نصاب ابھی مکمل نہیں ہے اور فی الوقت مکی سورتوں پر کام ہوا ہے اور جلد ہی مدنی سورتیں بھی نصاب کا حصہ بنیں گی جن میں جہاد وقتال کی تمام آیات مع ترجمہ اور ضروری تشریح شامل ہوں گی۔

2 اگست کے اجلاس کی اندرونی کہانی یہ تھی جبکہ 3 اگست کے اخبارات میں بالکل من گھڑت خبر چھپی کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے حکومت پاکستان کو آیات جہاد کو نصاب تعلیم سے خارج کرنے پر شدید تنقید کا نشانہ بنایا۔مزید براں یہ قصہ بھی گھڑا گیا کہ حکومت ایک NGO سے نصاب مرتب کروا رہی ہے۔ان خبروں سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ قرآن مجید کو عصری تعلیمی نصاب میں شامل کرنے کے پیچھے کوئی سازش کارفرما ہے۔ بھلا ہو جناب بلیغ الرحمٰن کا کہ انہوں نے بروقت اس پروپیگنڈے کا ازالہ کیا اور دوٹوک انداز میں اپنے عزم کا اظہار کیا کہ ان شاءاللہ حکومت اس کارخیر کو انجام دے گی۔

ہم امید رکھتے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل بھی اپنا دستوری وآئینی کردار جو 1973ء کے دستور کی دفعہ 228 میں بیان ہوا ہے، ادا کرے گی۔اس دفعہ کی رو سے کونسل کے اہم فرائض میں یہ شامل ہے کہ وہ حکومت کو ایسی سفارشات پیش کرے جن پر عمل پیرا ہو کر مسلمان اپنی انفرادی و اجتماعی زندگیوں کو قرآن وسنت کے مطابق ڈھال سکیں۔یہاں تو حکومت نے خود سفارشات مانگ کر گویا پہل کی ہے اور ایک طرح سے کونسل پر اتمام حجت بھی کر دی ہے۔ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کونسل کے جملہ ارکان کو اس میں سرخرو کرے۔

ہم اہل صحافت اور خاص طور پر مسلمان رپورٹرز سے درخواست کریں گے کہ وہ اپنی رپورٹ ترتیب دیتے ہوئے سچ اور حق کا دامن ہرگز نہ چھوڑیں اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو پیش نظر رکھا کریں جس میں فرمایا گیا ہے: ’’اے ایمان والو! جب تمہارے پاس کوئی بدکردار خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو۔مبادا کہ تم کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو پھر تم کو اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے‘‘(الحجرات:6)

☆☆☆☆

Blasphemy, pornography missing from Cyber Crime Bill?

By Ansar Abbasi

The Cyber Crime Bill as passed by the National Assembly and later amended by the Senate has two very glaring omissions – It does neither cover the heinous crime of spreading and sharing blasphemous material through internet and social media nor does it consider the viewing and disseminating of pornographic material as an offence.

A detailed study of the bill shows that from spamming, spoofing, cyber stalking to malicious code, offences against modesty and dignity of a person; almost 20 offences are included in the proposed law. However, there is no mention of the extremely serious crime of uploading and sharing blasphemous material on internet and through social media.

Although the proposed law does talk of the offence of "child pornography", there is no word about those who spread pornographic material and contribute towards the degeneration of the social values of our society.

Pakistan Telecommunication Authority (PTA) and the Cyber Crime Wing of the Federal Investigations Agency receive a lot of complaints about the circulation of blasphemous material through internet and social media. The PTA is also busy blocking sites that spread blasphemous and pornographic material on a daily basis.

Internet and social media users in Pakistan are bombarded with pornographic material, which is freely available and easily accessible. Despite all this, the Cyber Crime Bill does not talk about these two really sensitive areas of concern for the society.

A key legal mind of the PML-N government, when contacted, told The News on the condition of anonymity, that without mentioning blasphemous and pornographic material, these crimes could be covered under the proposed Cyber Crime law.

When asked why these serious crimes are not included in the list of offences mentioned in the proposed bill, he said that some political parties were reluctant to mention "blasphemy" and "pornography" in the list of offences.

The offences mentioned in the bill include unauthorized access to information systems or data; unauthorized copying or transmission of data; interference with information systems or data; unauthorized access to critical infrastructure information systems or data; unauthorized copying or transmission of critical infrastructure data; interference with critical infrastructure information systems or data; glorification of an offence; cyber terrorism; hate speech; recruitment, funding and planning of terrorism; electronic forgery; electronic fraud; making, obtaining, or supplying devices for use in offence; unauthorized use of identity information; unauthorized issuance of SIM cards; tampering of communication equipment; unauthorized interceptions of data; offences against dignity of a person; offences against modesty of a person or a minor; child pornography; malicious code; cyber stalking; spamming; spoofing; and legal recognition of offences committed in relation to information systems in general.

A source claimed that although the words "blasphemy" and "pornography" have not been used in the draft law but both have been covered in the bill. The source claimed that the crime of blasphemy is covered under sections 10(b) and 34(1) of the bill. However, none of these sections clearly reflect on blasphemous material and its sharing as an offence.

The Section 10(b) talks of offence which advances "inter-faith, sectarian or ethnic hatred". The Section 34(1) reads as: "(1) The Authority shall have the power to remove or block or issue directions for removal or blocking of access to an information through any information system if it considers it necessary in the interest of the glory of Islam or the integrity, security or defense of Pakistan or any part thereof, public order, decency or morality, or in relation to contempt of court or commission of or incitement to an offence under this Act."

This above section firstly does not cover blasphemous material against any faith, secondly it talks only about the removal of the objectionable

it talks only about the removal of the objectionable material and does not entail punishment for the offender.

Regarding "pornography", the source quoted section 19 (1)(a)(b)(c) and section 34. Section 19 1(a)(b)(c) primarily deals with the offence against modesty of a person, whose face has been attached on a sexually implicit image. It is not said anywhere in this section or in any other part of the law that those uploading and sharing real pornographic material will be considered to have committed an offence and thus will be punished. The Section 34 only empowers the Authority (PTA) to block any material including such that is against "decency or morality" but does not take it as an offence punishable under the law.

***<u>Source Adapted from:</u>* daily, The News International**

<u>Editor's Note:</u> Tanzeem e Islami is of the considered opinion that our rulers and policy makers are glad to use words and phrases such as 'liberalism', 'progressive state' and 'moderate Islam'. They, however, appear to attenuate words and phrases like 'blasphemy', 'vulgarity in the media' and 'prohibiting pornography' etcetera. This is certainly done in a visible effort to please the West by *adopting* Modern Western Ideals and *shunning* anything that has even a tinge of 'authentic Islam' in it.

تازہ شمارہ
جولائی تا ستمبر 2016ء

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم وحِکمِ قرآنی کا ترجمان

سہ ماہی
حکمت قرآن
لاہور

بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین ــــ ڈاکٹر اسرار احمد

اس شمارے میں

تعلیم، ایمان اور سماجی نظام میں تبدیلی ــــ ڈاکٹر ابصار احمد
قرآن کریم اور ضمیرِ بیدار ــــ پروفیسر حافظ احمد یار
مِلاکُ التأویل (۶) ــــ ابوجعفر احمد بن ابراہیم الغرناطی
مذہبی تجربے کی علمی ونفسیاتی ساخت ــــ محمد رشید ارشد
وجودِ باری تعالیٰ: نظریہ ہائے علم الکلام کی روشنی میں (۴) ــــ ڈاکٹر حافظ محمد زبیر

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا دورۂ ترجمہ قرآن بزبانِ انگریزی
Message of The Quran
تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 60 روپے ☆ سالانہ زرتعاون: 240 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-042-35869501

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''مرکز تنظیم اسلامی حلقہ مالاکنڈ نزد گرڈ اسٹیشن ڈبر
(تیمر گرہ) ضلع دیر پائین'' میں
2 تا 4 ستمبر 2016ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

نقباء کورس

(نئے ومتوقع نقباء کے لیے)
کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0945-601337 0346-0513376

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت:
(042)36316638-36366638

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی'' میں
3 تا 9 ستمبر 2016ء (بروز ہفتہ نماز عصر تا نمازِ جمعۃ المبارک)

مبتدی تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے
اور
9 تا 11 ستمبر 2016ء (بروز جمعہ نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء ونقباء تربیتی ومشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء ونقباء
متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-34306041 0332-1333395

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت:
(042)36316638-36366638

VOL : 25 Regd. C.P.L NO. 114 No.32
Weekly Nida-e-Khilafat Lahore